عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۲۴ تا ۳۰/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ تا ۱۶/ ستمبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۱۶

قیمت: ۷ روپے

مخلوط تعلیم کے مفاسد

ایک یادگار دن

تدوینِ حدیث اور صحابہ کرامؓ

معاشرتی آداب

غازی علم الدین شہیدؒ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

احکام شریعت کے خلاف جلوس نکالنے والی عورتوں کا شرعی حکم:

س...... بات یہ ہے کہ ایک گروہ کے لوگ اللہ کی کتاب کو اور رسول اکرم ﷺ کو مانتے ہیں' فقط آخری نبی نہیں مانتے جس کی بنا پر ان کو غیر مسلم قرار دیدیا گیا ہے۔ اخباروں کے ذریعہ آپ کو اور عوام کو بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کچھ عرصہ قبل چند خواتین نے لاہور میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے خلاف جلوس نکالا اور اسلامی احکام کو ماننے سے انکار کیا تو کیا یہ خواتین ایمان سے خارج اور مرتد نہیں ہوئیں؟ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نام نہاد مسلمان کا یہودی کے حق میں ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے پر سرتن سے جدا کر دیا تھا' اس طرح نوح علیہ السلام کی اہلیہ کو اپنے نبی اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے پر جہنم میں ڈال دیا' اور فرعون کافر کی اہلیہ حضرت آسیہ کو جنت میں ایمان کی بدولت اعلیٰ مقام عطا کر دیا' جس کی شہادت قرآن پاک میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن عورتوں نے اللہ اور رسول خدا ﷺ کے خلاف احتجاج کیا ہے مندرجہ بالا کی روشنی میں مرتد ہوگئیں یا نہیں؟ ان کا نکاح اپنے مسلمان شوہروں سے باقی رہا ہے یا از خود فسخ ہوگیا؟ اگر وہ مر جائیں تو مسلمانوں کی قبروں میں کیا دفن کی اجازت ہے؟ ان کی اولاد سے مسلمان شادی بیاہ کا رشتہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ بات قابل ستائش و مبارکباد ہے کہ لاہور کی بعض خواتین نے اپنے ایمان کی حفاظت کی اور مغرب زدہ و دریدہ دہن اور اسلام دشمن خواتین کے جلوس سے بیزاری کا برملا اظہار کیا' جس کے صلہ میں جنت کی خواتین بی بی آسیہ اور رابعہ خاتون اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم نشینی کی سعادت حاصل کریں گی۔ اس ضمن میں ایک بات عرض کرنا ہے کہ علمائے دین کو حضرت فاروق اعظم اور دیگر علمائے حق کا کردار ادا کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ شریعت عدالت سے ملحدہ اور دریدہ دہن عورتوں کے خلاف رٹ کی درخواست پر ان عورتوں کے کافرانہ احتجاج پر ان کی حیثیت کو متعین کرالیا جائے کہ یہ مومنہ ہیں یا نوح کی اہلیہ اور لوط کی اہلیہ کی فہرست میں شامل ہیں؟ جن کا انجام قرآن نے بتا دیا ہے۔

مکرر عرض ہے کہ ایک حدیث کے مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے اگر وہ اوامر کے فروغ میں مدد نہ کریں اور برائی کو اپنی طاقت سے نہ روکیں تو مبادا کوئی ظالم ملک پر اللہ تعالیٰ مسلط نہ کر دے' جو بوڑھے اور بچوں پر رحم نہ کرے اور ظلم سے نجات کی دعا مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ دعا قبول نہ کریں جس کا مظاہرہ ۱۹۷۱ء میں ہوا اور حاجیوں کی دعا رد کر دی گئی۔ اس لئے پاکستان کے حکمراں اور خدا کی دی ہوئی زمام اقتدار کے مالک ملک سے اگر فحاشی بدکاری اور سنگین جرائم کو نہیں روک سکتا تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی۔

ج:...... کوئی مسلمان جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ اسلام اور اسلامی احکام کے خلاف کیسے احتجاج کر سکتا ہے؟ جن خواتین نے اسلامی احکام کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا' میرا قیاس یہ ہے کہ وہ جلوس سے پہلے بھی مسلمان نہیں تھیں' اور اگر تھیں تو اس احتجاج کے بعد اسلام سے خارج ہوگئیں۔ اگر انہیں آخرت کی نجات کی کچھ بھی فکر ہے تو اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں لیکن اندازہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ان کو اپنے کئے پر ندامت نہیں ہوگی' بلکہ وہ مسئلہ بتانے والوں کو گالیاں دیں گی۔

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت سے انبیاؑ کی معیت نصیب ہوگی' ان کا درجہ نہیں:

س:...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ "ومن یطع اللہ والرسول الخ" (النسأ:۶۹) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاؑ علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں' اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔" اور اس کی تشریح یہ بتلاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبی' صدیق' شہید اور صالح کا درجہ مل سکتا ہے۔ کیا یہ مطلب اور تشریح درست ہے؟ اگر نہیں تو اس کے صحیح مطلب اور تشریح سے مطلع فرمائیں؟

ج:...... یہ تشریح دو وجہ سے غلط ہے ایک تو یہ کہ نبوت ایسی چیز نہیں جو انسان کو کسب و محنت اور اطاعت و عبادت سے مل جائے' دوسرے اس لئے کہ اس سے لازم آئے گا کہ اسلام کی چودہ صدیوں میں کسی کو بھی اطاعت کاملہ کی توفیق نہ ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کوشاں رہیں گے گو ان کے اعمال کم درجے کے ہوں لیکن ان کو قیامت کے دن انبیاؑ کرام' صدیقین شہداء اور مقبولان الٰہی کی معیت نصیب ہوگی۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

جلد: ۲۳ شمارہ: ۱۶ ۲۴ تا ۳۰/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ تا ۱۶/ستمبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

اس شمارے میں

اداریہ		4
تدوین حدیث اور صحابہ کرامؓ	(قاری مظہر الدین احمد بلگرامی)	6
ایک یادگار دن	(مولانا نذیر احمد تونسوی)	11
مخلوط تعلیم کے مقاصد	(مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)	15
غازی علم الدین شہیدؒ	(عامر شہزاد)	19
توکل علی اللہ	(ڈاکٹر محمد محبوب الرحمن)	20
معاشرتی آداب	(مولانا سید اشہد رشیدی)	23
عالمی خبروں پر ایک نظر		26

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و ترئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷/ستمبر ایک تاریخی یادگار دن

امسال انشاءاللہ ۷/ستمبر کے فوری بعد ۹‘ ۱۰/ستمبر کو چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ ۷/ستمبر کی تاریخی حیثیت کسے معلوم نہیں؟ یہ اسلامی تاریخ کا وہ تاریخ ساز دن ہے جب قادیانیوں کو ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کے نتیجے میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی تاریخ انسانیت کا وہ بدترین فرد تھا‘ جس کے خبث باطنی کو بھانپ کر انگریزوں نے اسے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اسلام کی حقیقی تصویر کو مسخ کرنے کے لئے جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے کی راہ پر لگایا۔ مرزا قادیانی نے انگریز کی شہہ پاکر محض دعویٰ نبوت ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم قرار دیتے ہوئے نبی معظم شخصیت کا دوسرا روپ کہنے لگا۔ اس کی اڑان تو دعویٰ خدائی کی طرف تھی‘ وہ تو اس کا آخری وقت آ گیا ورنہ مرزا قادیانی اگر کچھ عرصہ مزید زندہ رہتا تو شاید دعویٰ خدائی کر بیٹھتا‘ جس کے ابتدائی دعوے اس نے اپنے زندگی ہی میں شروع کردیئے تھے۔ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں علمائے کرام نے اس کی زبردست تردید شروع کردی اور مناظروں‘ مباہلوں اور دیگر طریقوں سے اس کے غلط ہونے کو صاف ظاہر کردیا۔ مرزا قادیانی کی موت کے بعد اس کے پیروکاروں بالخصوص اس کے بیٹے اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اپنے دجال باپ کی جھوٹی نبوت کی گاڑی چلانے کی کوشش کی‘ لیکن اسے اس میں ناکامی ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے کئے ہوئے اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے حضرت امیر شریعتؒ نے قادیان میں ایک کانفرنس منعقد کی اور کفر کے اس گڑھ میں اسلام کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کی صدا بلند کی جس سے کفر کے ایوانوں مین تہلکہ مچ گیا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ کفر کے ایوان حق کی صدا برداشت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے‘ اس لئے انہیں گرانے کے لئے وقتاً فوقتاً حق کی ان صداؤں کو بلند کرنا اشد ضروری ہے۔ یہیں سے اس سلسلے کی بنیاد پڑی‘ جس نے آگے چل کر ختم نبوت کانفرنسوں کی صورت اختیار کرکے کبھی چنیوٹ‘ کبھی چناب نگر‘ کبھی برمنگھم اور اسی طرح یورپ کے مختلف ممالک میں قادیانیت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرنا شروع کردیا۔

تقسیم ہند کے بعد پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مرزا غلام احمد قادیانی کا غالی پیروکار ظفر اللہ خان بنا۔ اس نے وزارت خارجہ کا قلمدان سنبھالتے ہی دنیا بھر میں قائم ہونے والے پاکستان کے تمام سفارت خانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کے مراکز میں تبدیل کردیا‘ جس سے صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہوگئی۔ دوسری طرف مسلم ممالک مین پاکستان کا انتہائی غلط امیج بننے لگا۔ اس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد

ڈالی گئی جس نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بحیثیت مرکزی جماعت کے حصہ لیا اکابرین مجلس کی گرفتاریوں اور مسلمانوں کے بے پناہ قتل عام کے بعد حکومت وقت نے اپنے زعم کے مطابق تحریک کو دبا دیا لیکن یہ لاوا اندر ہی اندر پکتا رہا۔ اکابرین کی رہائی کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں دوبارہ فعال کیا گیا۔ بعد ازاں جماعت کے زیر اہتمام قادیانیوں کی سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے جہاں دیگر تبلیغی سرگرمیوں اور مبلغین کی کوششوں کا طریقہ کار اپنایا گیا وہاں چناب نگر جسے اس وقت ربوہ کہا جاتا تھا اور جو قادیانیوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا' جس میں مسلمانوں کا داخلہ ممنوع تھا' اس شہر سے متصل چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنسوں کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا گیا' یہ کانفرنسیں ہر سال منعقد ہوتی تھیں۔ ۱۹۷۴ء میں ایک تحریک کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا' جس کے ساتھ ربوہ بھی کھلا شہر قرار پایا جماعت نے وہاں منظم طریقے سے کام شروع کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا گیا جو آج تک جاری ہے۔ امسال تیئیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی جس کی صدارت انشاء اللہ العزیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کریں گے جبکہ نائب امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس سید انور حسین نفیس رقم المعروف بہ نفیس شاہ دامت برکاتہم العالیہ اور قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کانفرنس کے مہمان خصوصی ہوں گے۔ کانفرنس کے منتظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ہیں جبکہ حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا بشیر احمد' حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا مصطفیٰ سمیت دیگر تمام مبلغین اور کارکنان جماعت ان کی معاونت کر رہے ہیں۔ کانفرنس میں مولانا فضل الرحمٰن' مولانا عبدالمجید ندیم شاہ' ابتسام الٰہی ظہیر' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی' لیاقت بلوچ' مولانا زاہد الراشدی' مولانا اللہ وسایا' مولانا امجد خان' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا عبدالغفور قاسمی' صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی' صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا عبدالحمید اور دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام خطاب کریں گے۔ تمام قارئین سے اپیل ہے کہ وہ کانفرنس میں بھرپور شرکت فرمائیں اور اس کی بھرپور کامیابی کے لئے دعا گو رہیں۔ امید ہے کہ یہ کانفرنسیں قادیانیت کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنے گی۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں' وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ختم نبوۃ

تدوین حدیث اور صحابہ کرامؓ

قاضی مظہر الدین احمد بلگرامی

تدوین حدیث کی مختصر تاریخ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب میں پیدا ہوئے اور نبی ہونے کے بعد بہت تھوڑی سی مدت میں آپ نے پہلے وہاں کی مذہبی' سیاسی' سماجی اور اخلاقی زندگی کی کایا پلٹ دی' وہ لوگ جو طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھے' ان کو اپنے قول اور عمل سے نیک چلن بنا کر قوموں کا امام بنادیا اور پھر ملک عرب سے دور بسنے والی انسانی آبادی پر بھی آپ کی بتائی ہوئی باتوں اور آپ کے کاموں کا اتنا زیادہ گہرا اثر پڑا' جس سے اسلام کی ایک شاندار تاریخ بن گئی' جس کے بنانے میں حدیث اور سنت کو بڑا دخل ہے۔

حدیث کی تعریف:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور ایسے واقعات جو ان کے سامنے پیش آئے' لیکن ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی (جسے اصطلاحاً تقریر کہتے ہیں) غرض پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریر کا نام حدیث ہے اور بعضوں نے اس کو آگے بڑھا کر پیغمبرؐ کے صحابہ اور بعضوں نے صحابہؓ کے شاگردوں یعنی تابعین کے اقوال و افعال کو بھی اس فن کے ذیل میں شریک کرلیا ہے۔'' (تدوین حدیث مولانا مناظر احسن گیلانی ص:١٦)

صحابہ کرامؓ آپؐ سے بہت محبت کرتے تھے اور اپنے مال و دولت' بیوی بچوں بلکہ اپنی جانوں سے زیادہ آپ کو چاہتے تھے اور سب کچھ آپؐ پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے' اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ کتنی توجہ اور غور سے آپؐ کے ہر قول و عمل کو سنتے' دیکھتے اور کتنی احتیاط سے دوسروں تک پہنچاتے ہوں گے۔ قرآن مجید میں جہاں آپؐ کی پیروی کا حکم دیا گیا ''اتباع'' اور ''اطاعت'' کے الفاظ لائے گئے ہیں' اتباع کبھی کسی کے قول یعنی بات کا ہوتا ہے اور کبھی فعل یعنی کام کا' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ٹھیک طور پر جب ہی ہوگا جب کہ آپؐ کی بتائی ہوئی باتوں پر ان کے منشا کے مطابق عمل کیا جائے' جو کام آپؐ نے کئے ہیں ان کو یہ سمجھ کر کریں کہ ہم آپؐ کی پیروی کررہے ہیں' اور جو کام آپؐ نے نہیں کئے ہیں ان کو پیروی کے خیال سے نہ کرنے کو بھی اتباع کہا جائے گا۔

اطاعت کے معنی ہیں کسی کے حکم کو ماننا اور اس کے احترام کے خیال سے ویسے ہی کرنا جیسا کہ وہ کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔'' (سورۂ نور)

''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول'' میں لفظ ''اطیعوا'' مکرر آیا ہے' جس سے اللہ اور اس کے رسول کی مستقل اطاعت مطلوب ہے اور ''اولی الامر'' کے ساتھ بغیر اطیعوا کے صرف واوٴ عاطفہ لائے اور صریحاً ''اطیعوا'' کا لفظ نہ لانے سے اس جانب اشارہ مطلوب ہے کہ ''اولی الامر'' کی اطاعت مستقل نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کے تحت اس کی اطاعت مقصود ہے۔ قرآن کی آیتوں میں رسول کی اطاعت اور اتباع کی جو بار بار تاکید کی گئی ہے' اس پر عمل کا طریقہ یہی ہوگا کہ جس طرح رسول نے کیا ہے ہم بھی ویسا ہی کریں' جس طرح اور جن اوقات میں آپ نے نماز پڑھی' ہم بھی اسی طرح نماز ادا کریں' روزہ کے متعلق جو آپؐ کا عمل اور ہدایات ہیں ان پر چلیں' حج کا جو طریقہ آپؐ نے بتایا اور خود جس طرح کیا اسی کے مطابق عمل کریں' زکوٰۃ کس مال پر دی جائے' کب ادا کی جائے' کتنی اور کس کو دی جائے' اس کے بارے میں رسول کے بتائے ہوئے اصول پر چلیں' لین دین' نکاح و طلاق' اخلاق' معاملات اور رہن سہن کے جو قاعدے آپؐ نے مقرر کئے ہیں' ان کی پابندی کریں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''پیغمبر! تم کہہ دو (کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تو) محبت کرے گا تم سے اللہ اور

ختم نبوۃ

بخش دے گا تمہاری خاطر تمہارے گناہ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی زندگی کے کسی خاص شعبہ کا نمونہ نہیں بنایا تھا' بلکہ جو کچھ قرآن میں بتایا تھا' وہ سب آپ کی زندگی میں عملی طور پر موجود تھا' مشہور محدث و مفسر حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت صاف طور سے بتاتی ہے کہ جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر نہ چلتا ہو اس کو جھوٹا کہا جائے جب تک کہ وہ شریعت محمدیہ کا اتباع نہ کرے اور آپ کے تمام اقوال و افعال کو اپنے لئے نمونہ نہ بنائے۔"

حدیث کی ضرورت اور اس کا قرآن سے تعلق:

آسمانی کتابوں میں عام طور پر احکام کی تفصیل نہیں ہوتی' ان میں اصول ہوتے ہیں' کیونکہ اگر ہر ہر بات کو کھول کر اور تفصیل سے بتایا جاتا تو اس کتاب کے ماننے والوں کے لئے اس کا پڑھنا بہت مشکل ہو جاتا' رسول اپنے قول و عمل سے اس کو سمجھاتا ہے' اگر قرآن کے احکام پر تھوڑا سا غور کیا جائے تو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی کہ صرف عربی زبان کا جاننا قرآن کے سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے' کوئی شخص عربی زبان کا کتنا ہی ماہر' کیسا ہی عقلمند اور بات کی گہرائی تک پہنچنے والا کیوں نہ ہو' جب تک وہ حدیثوں کو سامنے نہ رکھے گا اس وقت تک اس کی سمجھ میں پورے طور پر قرآن مجید نہیں آ سکتا' صحابہ کرامؓ جو برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے' جب کسی آیت کا مطلب ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا تو وہ آپ سے پوچھ لیا کرتے تھے' قرآن میں ہے:

"اور ہم نے اتارا ہے تم پر ذکر (قرآن) تاکہ تم اچھی طرح سمجھا دو لوگوں کو جو اتارا گیا ہے ان کے لئے اور تاکہ وہ (بھی ان باتوں کو) سوچیں۔"

آیت بالا میں لفظ "للناس" سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اگرچہ خود بیان سہی' لیکن ہر شخص اس بیان کے سمجھنے سے قاصر ہے' اس وجہ سے اس بیان کو اور واضح کرنے کے لئے رسول کو بھیجا جاتا ہے۔

آج کل مغربی تہذیب کے اثرات اسلامی ملکوں میں بہت نظر آ رہے ہیں' اور اس تہذیب سے زیادہ متاثر مسلمانوں کا ذہین طبقہ ہے' لیکن اس تہذیب کے ساتھ سنت نبوی پر عمل نہیں ہو سکتا اور دونوں ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں' عجیب بات ہے کہ یہ لوگ تہذیب حاضر کی ظاہری شان و شوکت' اس کی مادی طاقت اور چمک دمک سے مسحور ہو کر اس کی پرستش میں لگ گئے ہیں اور مغربیت میں رنگ جانا ایک بڑا سبب ہے کہ جس کی وجہ سے احادیث اور سنت نبوی ان کے نزدیک اہم اور قابل قبول نہیں ہیں' ظاہر ہے کہ سنت نبوی مغربی تہذیب کی بنیادی طرز فکر کی مخالف ہے' اس لئے اس کے شیدائیوں نے قرآن کی من مانی تفسیر کرنے کے لئے یہ کہہ دیا کہ مسلمانوں کے لئے احادیث کا ماننا ضروری نہیں ہے' کیونکہ یہ قابل اعتماد نہیں۔ قرآن کو ایک مکمل' آسان اور جامع کتاب کہا جاتا ہے' لیکن اس کا مطلب ہے کہ اس میں انسان کی دینی و دنیوی کامیابی کے لئے تمام ضروری باتوں کو مختصر طور پر بتا دیا گیا ہے' جن میں سے بہت سی چیزوں کی تفصیل حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کی کسی آیت کا مطلب سمجھنے میں جب صحابہ کرامؓ کو دشواری پیش آتی تو وہ آپ سے پوچھ لیا کرتے تھے' اسی لئے حدیثوں میں بعض آیتوں کی تفسیر موجود ہے' اور اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حدیث اور قرآن کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے۔

قرآن میں بہت جگہ "اقیموا الصلوٰۃ" (نماز قائم کرو) کے الفاظ سے نماز کا حکم دیا گیا ہے' کسی جگہ تلاوت یعنی قرآن کے پڑھنے کا حکم ہے' کہیں رکوع و قیام کا' کہیں سجدہ کا اور کہیں تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کا اور یہ سب نماز کے ارکان ہیں' لیکن پوری نماز کیسے پڑھی جائے؟ کس وقت پڑھی جائے؟ اور کس نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی جائیں؟ اس کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیتوں کو سامنے رکھ کر صحابہ کرامؓ کو بتایا اور خود بھی ساری عمر اسی طرح نماز پڑھتے رہے' اسی طرح روزہ' زکوٰۃ' حج اور بہت سے احکام کے متعلق جو آیتیں ہیں' ان کے سمجھنے کے لئے حدیثوں سے مدد لینا پڑے گی کیونکہ اس کے بغیر ان آیتوں پر عمل ہی نہیں ہو سکتا' حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب "خیر کثیر" میں لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قیام' تکبیر' تلاوت قرآن' رکوع اور سجدہ کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نماز کے ارکان ہیں' نماز کے بارے میں جتنی حدیثیں میرے علم میں ہیں' ان پر بہت غور کرنے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تمام حدیثیں بڑے اچھے ڈھنگ سے قرآن کریم سے نکالی گئی ہیں۔" (خیر کثیر مترجم)

قرآن مجید میں ہے:

"یقیناً بڑا احسان کیا اللہ تعالیٰ نے

> ”ایمان والوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے (جو) پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے ان کو قرآن اور سنت‘ اگرچہ وہ تھے اس (رسول کے آنے) سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔“ (آل عمران:۱۶۴)

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کا کام اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں دوسروں تک پہنچادے بلکہ جس کتاب کو لے کر وہ آیا ہے‘ اس کی تعلیم بھی اس کا فرض ہے اور تعلیم کبھی صرف زبان سے ہوتی ہے‘ کبھی عمل سے اور کبھی زبان و عمل دونوں سے ہوتی ہے۔ آیت میں ”الکتاب“ کا مطلب قرآن ہے اور ”الحکمۃ“ حدیث یا سنت رسول کو کہا گیا ہے‘ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کی تعلیمات کو چھوڑ کر صرف اپنی عقل سے ”الکتاب“ یعنی قرآن کے معنی سمجھانے کی کوشش کرے تو اس پر پورا بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ صحیح ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور عمل سے بتائے ہوئے معنی و مطلب کے صحیح ہونے پر اس لئے یقین کرنا ہوگا کہ وہ رسول کا بتایا ہوا ہے جو کہ اللہ سے بہت قریب ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> ”اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اور سکھایا تم کو جو کچھ (پیغمبر) تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔“ (النساء)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ کتاب کے ساتھ آپ کو حکمت بھی دی گئی اور اسی لئے آپؐ نے قرآن کے ساتھ حکمت (حدیث یا سنت) کی بھی تعلیم دی۔

صحابہ کرامؓ ہر معاملہ میں دیکھتے تھے کہ آپ کا کیا طریقہ رہا ہے اور پھر اسی کے مطابق عمل کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد ہر زمانے کے علماء نے اسلامی قانون کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے قرآن کے بعد حدیث کو دوسرے درجہ پر رکھا ہے۔

امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ ”حکمت“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”میں نے دو چیزیں چھوڑیں ہیں‘ تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک تم (عمل سے) ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہوگے (ایک) اللہ کی کتاب ہے اور (دوسری) اس کے رسول کی سنت ہے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح)

تدوین حدیث:

حدیثوں کے جمع کرنے کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں شروع ہوگیا تھا‘ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آپؐ کی وفات کے تقریباً سو سال کے بعد حدیثوں کے جمع کرنے اور لکھنے کا کام شروع ہوا‘ اس لئے حدیثوں کے بھروسہ کے قابل ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

علم تاریخ کے ماہر خوب جانتے ہیں کہ حکومتوں‘ ملکوں اور قوموں کے بننے اور بگڑنے کی تاریخ لکھنے اور گزرے ہوئے زمانہ کے حالات و واقعات کا موجودہ زمانہ سے جوڑ ملانے کے لئے کس کس ڈھنگ سے کوشش کی جاتی ہے اور کیا کیا طریقے اختیار کئے جاتے ہیں‘ قبروں سے نکال ہوئے پرانے پتھر‘ پرانے سکے‘ کھنڈروں سے نکلے ہوئے مٹی‘ چینی وغیرہ کے برتن اور نہ معلوم کن کن چیزوں سے تاریخ کے بنانے میں مدد لی جاتی ہے اور کسی تاریخ کا سب سے زیادہ بھروسہ کے قابل وہ حصہ سمجھا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ ثابت ہوجائے کہ اس زمانہ میں مورخ خود موجود تھا‘ لیکن حدیث مسلمانوں کا ایک ایسا تاریخی سرمایہ ہے جس کی روایت کرنے والے اور اس کی حفاظت کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں خود آپؐ کے ساتھیوں میں سے تھے اور جنہوں نے آپ کو دیکھا وہ تو اس سے کہیں زیادہ تھے۔

> ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی‘ اس وقت ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے حضورؐ کو دیکھا اور آپؐ سے سنا تھا ایک لاکھ سے زیادہ تھی‘ ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی‘ سب حضورؐ سے سن کر اور دیکھ کر روایت کرتے تھے۔“ (تدوین حدیث بحوالہ اصابہ ج۹ ص۳۰)

پہلے لکھا جاچکا ہے کہ صحابہ کرامؓ کس طرح آپ کے ہر قول و فعل کو بڑے غور سے سننے اور دیکھنے کے بعد یاد رکھتے تھے اور بڑی احتیاط سے دوسروں تک پہنچا دیا کرتے تھے اور اس کا برابر خیال رکھتے تھے کہ روایت میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہونے پائے‘ ہر دیکھنے والے کو یہ بات ماننا پڑتی تھی کہ آپؐ کے ساتھی جن کو صحابہ کرامؓ کہا جاتا ہے آپؐ سے کس قدر دلی تعلق رکھتے تھے۔

نیچے لکھے ہوئے واقعہ سے اس تعلق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کفار اور مسلمانوں میں جب ایک مرتبہ جنگ ہوجانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تو کفار مکہ نے مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے‘ انہوں نے واپس جاکر کہا: میں قیصر روم‘ کسریٰ (ایران) اور شاہ حبش کے درباروں میں گیا ہوں‘ میں نے کسی رعایا کو اپنے بادشاہ سے اتنی محبت و عزت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمدؐ کے ساتھی ان کی عزت اور ان سے محبت کرتے ہیں‘ جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لئے ہر شخص ایک دوسرے سے آگے

بڑھ جانا چاہتا ہے' جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کو تبرک سمجھ کر اس کو لینے کی کوشش کرتے ہیں' جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کے ساتھیوں کی آوازیں نیچی ہو جاتی ہیں اور وہ لوگ عظمت کی وجہ سے ان کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتے' جس قوم کی یہ حالت ہو تم لوگ اس سے نہیں لڑ سکتے۔

صحابہ کرامؓ برابر اس کوشش میں رہتے تھے کہ جو کچھ آپؐ فرمائیں' اس کا علم ان کو ضرور ہو جائے' حضرت عمرؓ مدینہ سے ذرا دور ایک انصاری حضرت عتبان بن مالکؓ کے ساتھ رہتے تھے' دونوں نے آپس میں طے کر لیا تھا کہ ایک دن حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ سنیں گے' وہ اپنے ساتھی حضرت عتبان کو بتا دیا کریں گے اور ایک دن حضرت عتبان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ سنیں گے وہ حضرت عمرؓ کو بتا دیا کریں گے۔

صحابہ کرامؓ کو ہر وقت آپؐ کے پاس آنے کی اجازت تھی اور وہ لوگ برابر آپ سے مسجد میں' گھر پر' سفر میں اپنی اپنی آسانی کے لحاظ سے ملتے رہتے تھے اور جو کچھ سنتے وہ دوسروں کو بتا دیا کرتے تھے۔

آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنا مشہور خطبہ دیتے ہوئے جب کہ ایک لاکھ کے قریب صحابہ کرامؓ موجود تھے فرمایا:

''سنو! جو یہاں موجود ہیں ان کو چاہئے کہ (جو باتیں میں نے کہی ہیں) وہ ان کو پہنچا دیں جو کہ اس وقت موجود نہیں ہیں' ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو یہ باتیں پہنچائی جائیں وہ سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے اور سمجھدار ہوں۔'' (صحاح ستہ)

حافظ ابو زرعہ نے جو کہ حدیث کے مشہور امام ہیں بیان کیا ہے کہ جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو ان لوگوں کی تعداد کہ جنہوں نے آپ کو دیکھا اور آپ سے سنا ایک لاکھ سے زیادہ تھی' ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔

علم حدیث کے ماہروں نے جن کو محدثین کہا جاتا ہے' حدیث و سیرت کے تمام راویوں کی زندگی کے حالات بہت چھان بین کے بعد ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں' ان راویوں میں صحابہ کرامؓ سے لے کر چوتھی صدی ہجری تک کے لوگ ہیں جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے اور یہ ایک مستقل فن بن گیا ہے' جس کا نام اسماء الرجال ہے۔

صحابہ کرامؓ اور کتابت حدیث:

شروع میں صحابہ کرامؓ عام طور سے حدیثیں نہیں لکھتے تھے' کیونکہ جس زمانہ میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا ہے' آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرما دیا تھا کہ قرآن کے علاوہ مجھ سے (سن کر) کچھ نہ لکھوا اور یہ اس لئے تھا کہ شاید کچھ لوگ قرآن اور حدیث میں فرق نہ کر سکیں اور ایک کو دوسرے سے ملا دیں' لیکن جب آپؐ نے یہ سمجھ لیا کہ اب اس کا خطرہ نہیں ہے' اور لوگ قرآن اور حدیث کے فرق کو سمجھ گئے ہیں تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو حدیثوں کے لکھنے کی اجازت دے دی' لکھنے کی اجازت مل جانے کے بعد بھی بہت سے صحابہ کرامؓ اس خیال سے حدیثیں نہیں لکھتے تھے کہ اگر حدیثوں کے لکھنے کی طرف لوگوں نے زیادہ توجہ کی تو پھر وہ ان کو زبانی یاد رکھنا چھوڑ دیں گے' ان کا یہ خیال ٹھیک نکلا اور حدیثوں کے لکھنے کا جتنا رواج بڑھتا گیا لوگوں کی توجہ زبانی یاد رکھنے کی طرف کم ہوتی گئی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں کی حفاظت اور ان کو دوسروں تک پہنچانے میں آسانی کے خیال سے لکھنے کی اجازت دی' ایک صحابیؓ آپؐ کے پاس آیا کرتے تھے' آپ کی باتیں ان کو بہت پسند آتی تھیں' لیکن ان کو یاد نہ رہتی تھیں' ایک دن انہوں نے آپؐ سے کہا کہ مجھے آپ کی باتیں بڑی اچھی لگتی ہیں' لیکن میں بہت جلد بھول جاتا ہوں' آپؐ نے فرمایا کہ اپنے سیدھے ہاتھ سے مدد لیا کرو اور (آپؐ نے) ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لکھ لیا کرو۔

حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ہم بہت سی باتیں آپؐ سے سنتے ہیں اور ان کو لکھ لیتے ہیں' اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ لکھتے رہو' اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ چاہتے تو حدیث کی حفاظت لکھے بغیر صرف زبانی یاد رکھ کر بھی کر سکتے تھے' لیکن آنے والے حالات کو سامنے رکھ کر انہوں نے حدیثوں کو لکھنا زیادہ بہتر خیال کیا۔ حضرت انسؓ نے اپنے بچوں سے فرمایا کہ اس علم (حدیث) کو لکھ لیا کرو' آپؐ نے اہل یمن کو جو احکام لکھوا کر بھجوائے تھے' ان میں یہ مسئلے تھے: قرآن صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے' غلام خریدنے سے پہلے آزاد نہیں کیا جا سکتا اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔ (خطبات مدراس بحوالہ دارمی ص:۲۹۳)

صرف یہی نہیں کہ آپؐ نے حدیث کے لکھنے کی اجازت دی بلکہ آپؐ نے اپنے اقوال لکھوا کر لوگوں کو دیئے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ فتح مکہ کے دن جو آپ نے ایک خطبہ دیا تھا' ایک صحابی ابو فلاں (ابوشاہ) یمنی کی درخواست پر حکم دیا کہ خطبہ لکھ کر ان کو دے دیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت انس بن مالکؓ کو بحرین کی طرف بھیجا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زکوٰۃ کے متعلق کچھ احکام لکھوا کر ان کو دیئے' اسی طرح آپؐ نے یمن کے لوگوں کو بھی ایک

باقی صفحہ 14 پر

قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار ہر قیمت پر
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
SHARBAT ROOH AFZA
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
ہمدرد
www.hamdard.com.pk
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
Adarts-HRA-4/2003

ختم نبوة

ایک یادگار دن

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن' مسلمانانِ عالم کے لئے عموماً اور اسلامیان پاکستان کے لئے خصوصاً اس اعتبار سے ایک یادگار اور تاریخ ساز دن کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس دن انگریز کا پروردہ ایک ایسا گروہ کو جس نے تقریباً نوے سال تک اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دھوکہ دہی کو اپنا شعار بنایا ہوا تھا' اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔

مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ وخواہش پر اس وقت کی قومی اسمبلی نے آئین پاکستان میں ترمیم کرکے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ سنایا۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا یہ یادگار فیصلہ درحقیقت مسلمانوں کی ایک طویل جدوجہد' بے پناہ قربانیوں اور شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کی برکات کا نتیجہ ہے۔

یہ ایک کھلی حقیقت تھی کہ قادیانی اپنے مذہبی' دینی' سیاسی' معاشرتی' عقائد واعمال اور اپنے طرز عمل سے مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت پر ایمان اور اس کے مختلف قسم کے بیسیوں دعووں پر یقین رکھنے کی وجہ سے ایک الگ قوم' الگ امت کا درجہ رکھتے تھے' جن کا امت محمدیہ سے کوئی تعلق اور ملت اسلامیہ سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہ تھا' لہٰذا ایسے خطرناک گروہ کو مسلمانوں کی صفوں سے نکال کر اپنے مذہب اسلام کا تحفظ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا دفاع کرنا' مسلمانوں کا شرعی اور قانونی حق تھا' جس کو حاصل کرنے کی خاطر مسلمانوں کو ایک طویل جدوجہد کرنی پڑی۔

۷/ستمبر کے تاریخ ساز اور یادگار فیصلہ کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تحریک کے اغراض ومقاصد اور اس کے خلاف امت مسلمہ کی جدوجہد کے بارے جاننا انتہائی ضروری ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کتنے صبر آزما اور مشکل مراحل سے گزر کر مسلمانوں نے یہاں تک کا سفر کیا۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا نذیر احمد تونسوی

برطانوی سامراج کی ایجاد اور ضرورت تھا' انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کرکے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا تو اپنے اقتدار کو دوام بخشنے اور طول دینے کی غرض سے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف مختلف محاذ کھول دیئے۔ دین فروش' بے ضمیر' فتویٰ باز قسم کے ملک وملت کے غداروں کی حمایت کے علاوہ فرنگی کو ایک ایسا مدعی نبوت بھی درکار تھا جو اس کے اسلام دشمن کافرانہ اور ظالمانہ نظام حکومت کو سند الہام مہیا کرسکے۔

ہندوستان کے ضمیر فروش طبقات کا نچوڑا سے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں مل گیا' جس نے فرنگی منصوبہ کے تحت' مبلغ اسلام' مناظر اسلام' مجدد وقت' امام زمان' مہدی' مسیح موعود' ظلی وبروزی' تشریعی نبی وغیرہ اور پھر معاذ اللہ خدائی تک کے دعوے کرڈالے' نمونے کے طور پر اس کے چند ایک دعووں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

☆......مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء تک صرف اپنے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے' مامور من اللہ ہونے اور نذیر ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۸۳ء میں آدم ہونے' مریم ہونے اور احمد ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتفرید ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۹۱ء میں مثیل مسیح ہونے اور پھر مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۹۲ء میں صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۹۴ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۹۸ء میں امام زمان ہونے کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۸۹۹ء میں ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

☆......۱۹۰۱ء میں اور اس کے بعد

با قاعدہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (بحوالہ دافع البلاء مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸ص ۲۳۱)

''میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غائب کی خبریں پانے والا بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸ص ۲۱۱)

علاوہ ازیں بیت اللہ' حجر اسود' مریم' ابن مریم اور ابن مریم سے افضل وغیرہ ہونے جیسے درجنوں مختلف قسم کے دعوے کئے' اس کے علاوہ اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر' جہنمی' کنجریوں کی اولاد' جنگل کے سور اور عورتوں کو کتیا جیسی گالیاں لکھیں۔

۱۸۸۴ء میں جب مرزا قادیانی نے اپنی جماعت سازی کی غرض سے لدھیانہ میں قدم رکھا تو لدھیانہ کے جن علمائے کرام نے اس کے کافر' ملحد اور زندیق ہونے کا فتویٰ دیا' ان میں احرار رہنما مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا مولانا محمد لدھیانوی' مولانا عبداللہ لدھیانوی اور مولانا محمد اسماعیل لدھیانوی سرفہرست تھے۔ مرزا قادیانی کے کفر کو واضح کرنے کے لئے یہ سب سے پہلا فتویٰ شمار ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی فرنگی منصوبے کے تحت ہندوستان کے باشندوں کو باہم دست و گریبان کرانے کی خاطر کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی لٹریچر شائع کرتا رہا اور ہندوستان کے علمائے حق حسب ضرورت قرآن و سنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ اس کا جواب دیتے رہے۔

بات جب بڑھنے لگی تو پھر باضابطہ تکفیر قادیان کے نام سے' ایک فتویٰ مرتب کر کے شائع کیا گیا جس پر برصغیر کے سینکڑوں سرکردہ' جید علمائے کرام اور تمام قابل ذکر مشائخ کے دستخط موجود تھے اور اس میں یہ واضح اعلان تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار مرتد' زندیق اور کافر ہیں' ان سے اسلامی معاملہ کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

مرزائیت کے کفریہ عقائد کھل کر سامنے آنے کے بعد امت محمدیہ کے تمام مکاتب فکر' قادیانیوں کے خلاف میدان عمل میں اتر کر صف آرا ہو گئے اور قادیانیت کی اس سازشی تحریک کے آگے سینہ سپر ہو کر ایسے انداز میں اس فتنے کا محاسبہ کیا کہ مرزائیت کے کفریہ خواب چکنا چور ہو گئے اور تمام مسلمان اس کے کفریہ عقائد سے باخبر اور چوکنا ہو گئے۔ اس سلسلہ میں امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے قلب صافی پر فتنہ قادیانیت کی سنگینی کا جو اثر تھا اس کی وجہ سے ان کی راتوں کی نیند اڑ چکی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اس فتنہ کی سرکوبی اور استیصال کے لئے مامور من اللہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے قادیانیت کے قصر الحاد پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ مرزا قادیانی کی ذریت چیخ اٹھی' آپؒ نے قادیانیت کے کفر و ارتداد کو عالم آشکارا کرنے کے لئے ہر قسم کا جہاد کیا۔ آپ اپنے تلامذہ اور عقیدت مندوں سے رد قادیانیت کے لئے کام کرنے کا عہد لیا کرتے تھے۔

۱۹۳۰ء میں لاہور کے ایک بڑے مذہبی اجتماع میں انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' کا خطاب عنایت فرما کر سینکڑوں علمائے کرام کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور فتنہ قادیانیت کے خلاف منظم طریقے سے جہاد شروع کرایا۔

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے اسی سوز دروں کا نتیجہ تھا کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء نے اپنی پوری زندگی کا موضوع ہی اس مقدس مشن کو بنا لیا۔ امیر شریعت اور ان کے رفقاء کے باطل شکن فولادی پنجوں نے انگریزی نبی' دجال قادیان' آنجہانی مرزا قادیانی کے لبادۂ نبوت کو تار تار کر کے رکھ دیا' ان رہنماؤں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے زور سے انگریز فتنہ ریز اور اس کی خود ساختہ قادیانی نبوت کے خرمن امن کو پھونک ڈالنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی' پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف نفرت کے شعلے بھڑکا دیئے' ہتھکڑی' جیل' مقدمہ' پیشی' سزا وغیرہ ان مجاہدین ختم نبوت کے لئے وہ تحفہ تھا جو انہیں قادیانی نبوت کے گماشتوں کی طرف سے عطا کیا جاتا تھا۔

مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے ان رہنماؤں نے قادیانیت کے کفر کو للکار کر طشت ازبام کرنے کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ ۱۹۳۴ء میں چور کا اس کے گھر تک تعاقب کرنے کی غرض سے قادیان میں تین روزہ کانفرنس کا انعقاد کر کے قادیانی قیادت کو للکارا' احرار کی کامیاب گرفت اور سرکوبی سے فتنہ قادیانیت زخمی سانپ کی طرح بل کھانے لگا۔

۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہند کے نتیجہ میں پاکستان معرض وجود میں آیا تو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ اس دور میں بدقسمتی سے سازش کے تحت اس ملک کا پہلا وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا جو ابلیس قادیان مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کٹر پیروکار' رحمت کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم کی ختم نبوت کا باغی اور ملک وملت کے غداروں کا سرغنہ تھا۔ اس نے اپنے منصب وزارت سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور مرزائیت کی متعفن لاش کو اپنی وزارت کے کاندھوں کا سہارا دے کر اندرون اور بیرون ملک' مرزائیت کی بدبو پھیلانے کی کوشش تیز سے تیز تر کر دی' جس کے نتیجہ میں قادیانی ملک وملت کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروف ہوگئے اور پاکستان پر قابض ہوکر حکمرانی کے خواب دیکھنے لگے۔

چنانچہ ۱۹۵۲ء میں کوئٹہ میں ایک اجلاس میں قادیانی جماعت کے سربراہ آنجہانی مرزا محمود نے یہ اعلان کر کے اسلامیان پاکستان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ ہم سال رواں میں تمام صوبہ بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنادیں گے اور پھر اس پر ہماری حکومت ہوگی۔ قادیانی سربراہ کا یہ اعلان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پروانوں اور آپؐ کی ذات اقدس سے محبت وعقیدت رکھنے والے مسلمانوں پر بجلی بن کر گرا۔

ان حالات میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور ان کی رگوں میں گویا خون کی بجائے آگ دوڑنے لگی اور حسینی خون جوش میں آیا۔ آپؒ نے فوراً پوری امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا اور اپنی شعلہ بار خطابت کے توسط سے پورے ملک میں قادیانیت کے ناپاک عزائم کے خلاف نفرت کی آگ کے شعلے بھڑکا دیے۔

جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء کی سب سے پہلی عظیم الشان تحریک ختم نبوت چلی' جو بلاشبہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی' جس سے دس لاکھ مسلمان متاثر ہوئے' ایک لاکھ مسلمان قید وبند کی صعوبتوں سے گزرے اور کم از کم دس ہزار مسلمانوں نے ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کیا۔ ان شہداء کے مقدس خون کی برکت سے آگے چل کر مرزائیت کے کفر پر غیر مسلم ہونے کی مہر لگی۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں ان شہداء کی قبروں پر جن کے مقدس خون کی برکت سے قادیانی اقتدار کا خواب چکنا چور ہوکر شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔ اگرچہ اس مقدس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے جیل' مقدمہ' پھانسی' خوف' لالچ اور لاٹھی' گولی جیسے ہتھکنڈوں کی سختی سے دبانے کی بھرپور کوشش کی' مگر مسلمانوں نے جذبہ ایمانی اور عشق رسالت مآبؐ سے سرشار ہوکر' اس تحریک میں ایثار وقربانی اور عشق ومحبت کی ایسی لازوال و بے مثال داستانیں اپنے خون جگر سے تاریخ کے اوراق پر رقم کریں جو تاقیامت تاریخ کے ماتھے کا جھومر بن کر چمکتی نظر آئیں گی' اس تحریک نے پوری مسلم برادری کو قادیانی فتنہ کی سنگینی کی طرف متوجہ کر کے خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقائے کار نے بدلتے ہوئے ملکی حالات کے پیش نظر' مروجہ سیاست سے مکمل طور پر کنارہ کش ہوکر خالصتاً دینی ومذہبی بنیاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت کو دوبارہ فعال کیا' حضرت امیر شریعتؒ کے بعد خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' متکلم اسلام مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ' فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ اور محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ علی الترتیب اس قافلۂ بخاری کے میر کارواں رہے اور آج بحمداللہ شیخ المشائخ حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت باسعادت میں یہ کاروان امیر شریعت اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

اپنی منزل کی دھن میں رہے کارواں
بخاریؒ کا یہ کارواں دوستو!

اکابرین کی قائم کردہ اس جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریک ۱۹۵۳ء کے بعد خالصتاً مذہبی انداز میں فتنۂ قادیانیت کو ایسے احتسابی شکنجے میں کسا کہ مرزائیت کو میدان مناظرہ' مباہلہ' تحریر وتقریر اور عوامی اجتماعات میں ہر جگہ شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا' مجلس نے ایک مربوط نظام کے تحت اندرون و بیرون ملک قادیانیت کا تعاقب کیا۔

اس صورت حال سے گھبرا کر' مرزائیت نے عوامی محاذ ترک کر کے سرکاری عہدوں اور حکومت کی مشنری میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کی کوشش شروع کر دی اور انقلاب کے ذریعے اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔

۱۹۷۰ء میں جب ملک میں عام انتخابات ہوئے تو چند ایک سیٹوں پر قادیانی منتخب ہوگئے' اقتدار کے نشے اور ایک سیاسی جماعت سے وابستگی نے قادیانیوں کا دماغ خراب کر دیا' وہ حالات کو اپنے لئے سازگار سمجھ کر انقلاب کے ذریعے ملک کے اقتدار پر قابض ہونے کے منصوبے بنانے لگ گئے۔

اس دوران قادیانی جرنیلوں نے بھی اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں' اس گھمنڈ میں انہوں نے ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعہ سفر

کرنے والے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر ختم نبوت کا نعرہ بلند کرنے کے ''جرم'' میں حملہ کر دیا' جس کے نتیجہ میں ملک گیر تحریک ختم نبوت چلی۔ امیر مجلس حضرت مولانا سید محمد بنوریؒ کی دعوت پر تمام مکاتب فکر نے یکجا ہو کر آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی' جس کا سربراہ حضرت بنوریؒ کو ہی مقرر کیا گیا۔ مجلس عمل کے زیر اہتمام بھرپور تحریک چلائی گئی۔ اس وقت قومی اسمبلی کی تمام متحدہ اپوزیشن نے اس تحریک کا بھرپور ساتھ دیا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز تھا کہ ملک کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کا متفقہ مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس موقع پر ایک طرف قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا شاہ احمد نورانیؒ' مولانا عبدالحقؒ اور ان کے دیگر رفقاء اور ارکان اسمبلی نے ختم نبوت اور مسلمانوں کی وکالت کا فریضہ انجام دیا تو دوسری طرف محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی بابرکت قیادت میں ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور رہنماؤں نے دن رات محنت کر کے چاروں صوبوں کی عوام کو قادیانیت کے خلاف سراپا احتجاج بنا دیا' ملکی پریس نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنا دیا' چنانچہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانی عقائد پر جب بحث ہوئی تو قادیانیت کی پوری حقیقت کھل کر ارکان اسمبلی کے سامنے آ گئی اور جب قادیانیت کے چہرے پر پڑی مکر و فریب کی نقاب سرکائی گئی تو اس کے کفریہ عقائد و عزائم کا پردہ ہٹتے ہی فتنہ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔

قادیانیت کے خلاف علمائے حق کا فتویٰ ہر مسلمان کی آواز بنا' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی للکار کام کر گئی' امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی بے چینی اور دعائیں مقبول ہوئیں' ہزاروں شہدائے ختم نبوت کا مقدس خون بالآخر رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ۹۰ دن کی شب و روز کی مسلسل محنت اور کوشش کے بعد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور اقتدار میں ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ منظور کر لیا' اس طرح مسلمانوں کی تقریباً نوے سالہ جدوجہد اور قربانیوں کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قادیانی فتنے کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے کا بندوبست فرمایا اور ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن تمام مسلمانوں اور ختم نبوت کے پروانوں کے لئے خصوصاً ایک تاریخ ساز اور یادگار دن کی حیثیت اختیار کر گیا۔

آج بھی یہ یادگار دن ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنے اکابرین کے اتفاق و اتحاد اور اس سلسلہ میں ان کی انتھک محنت اور بے مثال قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے گرد و پیش حالات کا جائزہ لیں کہ کہیں ہماری غفلت و سستی اور عدم توجہ کی وجہ سے یہ فتنہ دوبارہ سر اٹھانے کی ناکام کوشش تو نہیں کر رہا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ناموس رسالتؐ کی پاسبانی کا یہ فریضہ بطور احسن سرانجام دینے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

بقیہ تدوین حدیث

تحریر بھجوائی جس میں زکوٰۃ اور طلاق وغیرہ کے بہت سے ضروری احکام تھے' امام احمدؒ نے فرمایا کہ یقیناً یہ احکام آپؐ ہی کے لکھوائے ہوئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے سوا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ حدیث رسول کا سرمایہ نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جو کچھ آنحضرتؐ سے سنتے تھے لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن عمرو صحابی کے پاس ایک کتاب رکھی دیکھی' دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ صادقہ ہے جس کو میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' جس میں میرے اور آپؐ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہے۔

حدیثوں کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں وہ خطوط' معاہدے اور امن نامے وغیرہ ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوا کر اور اپنی مہر لگا کر مختلف بادشاہوں اور قبائل کے سرداروں کو بھیجے یا لوگوں کو خود دیئے۔

حضرت معبد بن ہلالؒ کہتے ہیں کہ جب حدیثوں کے متعلق ہم لوگ حضرت انسؓ سے زیادہ پوچھ گچھ کرتے تو وہ تمام حدیثیں جو ان کے پاس لکھی ہوئی بہت حفاظت سے رکھی تھیں' انہیں جا کر لے آتے اور فرماتے کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے رسول اللہؐ سے سن کر لکھ لیا تھا اور آپ کو سنا کر تصدیق کرائی تھی۔

ان سب باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ زبانی یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ حدیثوں کے لکھے جانے کا رواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی ہو چکا تھا۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

مخلوط تعلیم کے مفاسد

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

آج کل تعلیم نے بھی چونکہ بزنس اور تجارت کی صورت اختیار کرلی ہے' اس لئے جب اسکولوں میں داخلہ کا وقت آتا ہے تو خالص تاجرانہ انداز پر داخلہ کے لئے تشہیر کی جاتی ہے' بڑے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں اور سرپرستوں کو لبھانے کے لئے طرح طرح کی باتیں کہی جاتی ہیں' انگریزی زبان اور بول چال کی صلاحیت' عصری وسائل کی فراہمی' باصلاحیت اساتذہ' کمپیوٹر اور نہ جانے کن کن باتوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ان ہی ترغیبات میں ایک (Co-Education) یعنی (مخلوط تعلیم) کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے' گویا مخلوط تعلیم بھی ایک قابل تعریف اور باعث ترجیح امر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اسلامی بلکہ انسانی اور سماجی نقطۂ نظر سے بھی یہ بیمار ذہنیت اور کھوٹی فکر کا نمونہ ہے۔ برائی کے غلبہ کی انتہا یہ ہے کہ برائی ندامت و شرمندگی کا سبب اور معذرت خواہی کا باعث بننے کے بجائے وجہ افتخار اور باعث اعزاز بن جائے۔

یہ بات بہت سنجیدگی سے سوچنے کی ہے کہ تعلیم کا مخلوط نظام کس حد تک قابل قبول ہے؟ مخلوط تعلیم کے مسئلہ میں دو پہلو قابل توجہ ہیں: اول یہ کہ کیا لڑکے لڑکیوں کا نصاب ایک ہونا چاہئے یا جداگانہ؟ دوسرا یہ کہ لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم ایک ساتھ ہونی چاہئے یا الگ الگ؟ جہاں تک نصاب تعلیم کی بات ہے تو کچھ امور ضرور ایسے ہیں' جو دونوں کے درمیان یکساں ہوسکتے ہیں' جیسے زبان و ادب' تاریخ' جنرل نالج' جغرافیہ' ریاضی' جنرل سائنس اور سوشل سائنس وغیرہ' لیکن کچھ مضامین ایسے ضرور ہیں جن میں لڑکے اور لڑکیوں میں فرق کرنا ہی ہوگا مثلاً انجینئرنگ کے بہت سے شعبے' عسکری تعلیم' ٹیکنیکل تعلیم کی یقیناً لڑکیوں کو ضرورت نہیں' میڈیکل تعلیم میں ایک اچھا خاصہ حصہ خواتین سے متعلق ہے' اس لئے زمانہ قدیم ہی سے ''امراض نسواں'' طب کا مستقل موضوع رہا ہے' یہ لڑکیوں کے لئے نہایت اہم ہے' لڑکیوں کی تعلیم میں امور خانہ داری کی تربیت ضرور شامل ہونی چاہئے' سلائی' کڑھائی' پکوان' بچوں کی پرورش کے اصول اور اس طرح کے مضامین ضرور شامل ہونے چاہئیں' اس سے نہ صرف گھریلو زندگی میں لڑکیاں زیادہ بہتر رول ادا کرسکتی ہیں' بلکہ ازدواجی زندگی کی خوشگواری' خاندان میں ہر دل عزیزی اور مشکل اور غیر متوقع حالات میں آپ اپنی کفالت کے لئے یہ آج بھی بہترین وسائل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کے لئے ان کے حسب حال آداب معاشرت کی تعلیم نہایت اہم ہے' کیونکہ ایک لڑکی اگر بہتر بیوی اور بہتر ماں نہ بن سکے تو معاشرے کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے علیحدہ خواتین کی تعلیم و تذکیر کے لئے ہفتہ میں ایک دن مستقل طور پر متعین فرمادیا تھا' جس میں خواتین جمع ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے حسب حال نصیحتیں فرماتے اور ہدایات دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خواتین کے دل بہلانے کے لئے بہترین مشغلہ دھاگے کا کاتنا ہے' کیونکہ اس زمانے میں دھاگہ کاتنا ایک گھریلو صنعت تھی اور آج سے پچاس سال پہلے تک بھی بہت سے گھرانوں کا اسی پر گزران تھا۔

غور کیجئے کہ جب قدرت نے مردوں اور عورتوں میں تخلیقی اعتبار سے فرق' پھر قدرتی طور پر افزائش نسل اور اولاد کی تربیت میں دونوں کے کردار مختلف تو کیونکر ممکن ہے کہ معاشرہ میں دونوں کے فرائض اور ذمہ داریاں الگ الگ نہ ہوں اور جب ذمہ داریاں علیحدہ ہیں تو ضرورت ہے کہ اسی نسبت سے دونوں کے تعلیمی اور تربیتی نصاب اور مضامین بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ اگر اس فرق کو ملحوظ نہ رکھا جائے' تو یہ کسی بھی معاشرہ کے لئے نہایت ہی مہلک اور ضرر رساں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے خود کہا ہے:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

خواتین کو بھی چاہئے کہ وہ تعلیم کے لئے وہ میدان تلاش کریں جو معاشرہ میں ان کے کردار سے مطابقت رکھتا ہو اور تعلیم کے وہ شعبے جو ان کے لئے

ہے یا سن رہا ہے‘ اس کی طرف پوری توجہ‘ دوسرے ہر طرح کے خوف وخطر اور اندیشوں سے اس کے ذہن و دماغ کا محفوظ اور مامون ہونا۔ اب اول تو یہ تقاضہ سن وسال‘ یہ مخلوط بیٹھک لڑکوں اور لڑکیوں کی توجہ کو منتشر کرتی رہتی ہے‘ دوسرے شریف لڑکیاں اوباش لڑکوں کی طرف سے ایک طرح کے اندیشہ سے دوچار رہتی ہیں اور سہمی سہمی درسگاہ میں اپنا وقت گزارتی ہیں۔ ایسے ماحول میں تعلیم وتعلم کا کام پوری یکسوئی‘ توجہ اور انہماک کے ساتھ کیوں کرانجام پا سکتا ہے؟ کیونکہ:

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے ہوس آئینہ دل ہے مکدر
بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ادارہ یا شخص ان طلبہ و طالبات کا سروے کرے جو جداگانہ نظام میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کا جو مخلوط درس گاہوں میں زیر تعلیم رہے ہیں تو غالباً تعلیمی اعتبار سے وہ لڑکے اور لڑکیاں زیادہ کامیاب ہوں گے جنہوں نے پہلی قسم کی درس گاہوں میں تعلیم پائی ہے۔ اگر ہم نے موجودہ حالات میں‘ جب کہ ٹی وی نے معاشرہ کو بگاڑنے کے لئے صور قیامت پھونک رکھا ہے اور بیرونی کمپنیوں کی آمد نے رہی سہی کسر پوری کردی ہے اور ایک زبردست یلغار ہے جو مشرقی تہذیب وثقافت پر پوری قوت سے جاری وساری ہے‘ جداگانہ نظام تعلیم نہ اختیار کیا‘ لڑکیوں کے لئے علیحدہ اسکول‘ صحیح اور اعلیٰ فنی تعلیم کے ادارے قائم نہ کئے اور ان کے حسب حال نصاب نہ مقرر کیا تو ہمارے لئے اپنے سماج اور مذہبی قدروں کا تحفظ ممکن نہ ہوگا اور مغرب کی غیر سنجیدہ نقالی ہمیں کہیں کا نہ رکھے گی۔

☆☆..........☆☆

مفتی نظام الدین شامزی جرأت وحوصلہ مندی کا پہاڑ تھے: سیمینار سے مقررین کا خطاب

کراچی (پ ر) مفتی نظام الدین شامزی قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم وادب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ عالمی سیاست پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس ملک میں جتنی ممتاز شخصیات شہادت سے ہمکنار ہوئیں ان کے قاتل تاحال گرفتار نہیں ہوئے۔ دینی مدارس یا علماء کو دہشت گردی کا نشانہ بنانا انتہائی افسوسناک ہے۔ ہم دینی مدارس اور علمائے کرام کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیوں کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ سرحد حکومت کے مجوزہ حسبہ ایکٹ میں مفتی نظام الدین شامزی کی آراء شامل ہیں۔ انہوں نے جہاد کا فتویٰ جاری کیا جو ان کی جرأت مندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان خیالات کا اظہار قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن‘ پروفیسر غفور احمد‘ مفتی غلام الرحمٰن‘ محمود شام‘ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری‘ قاری شیر افضل خان‘ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی‘ عتیق میر‘ ڈاکٹر خالد محمود سومرو‘ مولانا عطاء الرحمٰن ابن مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر نے مقامی ہوٹل میں مفتی محمود اکیڈمی کے زیراہتمام مفتی نظام الدین شامزی کی یاد میں منعقدہ ایک سیمینار کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر مقررین نے مفتی نظام الدین شامزی کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور مختلف شعبوں میں ان کی خدمات کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ مفتی نظام الدین شامزی کی شہرت مفتی ہونے سے زیادہ شیخ الحدیث اور مجاہد ہونے کی نسبت سے ہے۔ مفتی ہونے کے حوالے سے جتنی صلاحیتوں کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے وہ ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ مفتی نظام الدین شامزی کا علمی رسوخ مانا ہوا تھا اور جامعہ فاروقیہ سے لے کر بنوری ٹاؤن تک تمام نامور تعلیمی اداروں میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ان کی علمی عظمت مسلم تھی۔ مفتی نظام الدین شامزی جرأت اور حوصلہ مندی کا پہاڑ تھے۔ وہ پوری زندگی باطل کے سامنے نہ جھکے۔ مفتی نظام الدین شامزی کا یہ جملہ کہ ”یہود کا دنیا کی دو چیزوں پر قبضہ ہے: اقتصادیات اور میڈیا“ ان کے موجود حالات کے ادراک اور عالمی سیاست پر گہری نگاہ رکھنے کا آئینہ دار تھا۔ ملک بھر میں ہونے والی نفاذ شریعت کی کوششوں میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ ان کی علمی بصیرت اور ملک کے لئے عظیم خدمات قابل رشک ہیں۔ مفتی نظام الدین شامزی کا دل دنیا بھر کے مظلوموں کے لئے دھڑکتا تھا۔ انہوں نے اپنے منصب کا حق ادا کیا۔ ان کی شہادت سے دوسرے علماء کو خوفزدہ کرنا مقصود تھا لیکن ظالم جتنے بھی ظلم کرلیں اور علماء کا قتل عام کرلیں‘ یہ دین باطل کو مٹانے کے لئے آیا ہے اور مٹا کر رہے گا۔ اب پوری دنیا میں مفتی نظام الدین شامزی کے عقیدت مند میدان عمل میں مصروف ہیں۔ مفتی نظام الدین شامزی کے قاتلوں کی گرفتاری میں ناکامی حکومت کی نااہلی ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مفتی صاحب کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔ اس موقع پر مفتی نظام الدین شامزی کے صاحبزادگان مولانا امین الدین شامزی‘ مولانا تقی الدین شامزی کے علاوہ قاری محمد عثمان‘ حافظ عبدالقیوم نعمانی‘ مولانا حماد اللہ شاہ‘ مفتی خالد محمود‘ مفتی مزمل حسین کاپڑیا‘ حاجی مسعود پاریکھ بھی موجود تھے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JWEELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 7514972-7531133

حج ارائیں حج اور عمرہ گروپ عمرہ

الراعی عمرہ گروپ

خدمت میں پیش پیش

پیکیج نمبر 1

★ ویزہ ★ ہوائی ٹکٹ پی آئی اے/سعودیہ
★ ٹرانسپورٹ جدہ ایئرپورٹ سے مکہ مکرمہ تک
★ مکہ مکرمہ میں چار رات پانچ دن قیام
ماہ رجب المرجب: 31,000 روپے
ماہ شعبان المعظم: 33,500 روپے

پیکیج نمبر 2

★ ویزہ ★ ہوائی ٹکٹ پی آئی اے/سعودیہ
★ ٹرانسپورٹ جدہ ایئرپورٹ سے مکہ مکرمہ تک
★ مکہ مکرمہ اور مدینہ مکرمہ میں آپ کی حسب خواہش چودہ رات پندرہ دن قیام
ماہ رجب المرجب: 33,500 روپے
ماہ شعبان المعظم: 36,000 روپے

تفصیلات کے لئے جوابی لفافہ ارسال کریں

گورنمنٹ لائسنس نمبر 2010

الراعی ٹریول

دوسری منزل، 733-سی، سینٹرل کمرشل ایریا، نزد طارق سینٹر، طارق روڈ،
بلاک نمبر 2، پی ای سی ایچ ایس، پوسٹ بکس نمبر 8930، کراچی-75400
موبائل: 0300-820 7720 فون: 453 8539 / 438 5742
ای میل: alraeetravel@hotmail.com رہائش: 637 1470

عمرہ ارائیں حج اور عمرہ گروپ حج

ختم نبوۃ

غازی علم الدین شہیدؒ

ناموس رسالتؐ کے تحفظ کا فریضہ انجام دینے والے عظیم انسان کو پیش کیا جانے والا خراج عقیدت جسے تقریر سے تحریر کے پیراہن میں پیش کیا جارہا ہے

سامعین محترم! آج میں جس موضوع کا سہارا لے کر آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں وہ ہے غازی علم الدین شہیدؒ۔ ملت اسلامیہ کے عظیم سپوتو! انسانی عظمت کی تاریخ اپنے ان فرزندوں پر ہمیشہ فخر کرے گی جنہوں نے بزم ہستی کو اپنی فکری بلندی سے روشن کئے رکھا۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی کا نصب العین اتنا عظیم ہوتا ہے کہ تاج سکندری اور تخت دارہ ان کے پاؤں کی خاک سے عبارت ہوتے ہیں۔ وہ بحر میں غوطہ زن ہو کر وقت کے فرعونوں سے لڑ پڑتے ہیں۔ وہ جب تک جیتے ہیں شیروں کی طرح جیتے ہیں اور جب داعی اجل کو لبیک کہتے ہیں تو ان کی زبان پر نعرہ مستانہ اور چہرے پر لحہ وصال کی مسکراہٹ ہوتی ہے۔

یہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ یہ حق وصداقت کے علمبردار اور سربکف مجاہد ہوتے ہیں جو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر خالق کائنات کے مقدس دین کی سر بلندی کے عظیم مقصد کے لیے پوری زندگی میں ملنے والی صرف ایک زندگی بھی نچھاور کر دیتے ہیں۔ ان خوش نصیب اور قابل فخر لوگوں کی فہرست میں ایک نام شہید ناموس رسالتؐ غازی علم الدین شہیدؒ کا بھی نظر آئے گا۔ کون غازی علم الدین؟ وہ جو نام کا بھی غازی تھا، کردار کا بھی غازی تھا اور گفتار کا بھی۔ وہ جو لاہور کا رہنے والا ایک غریب ترکھان کا بیٹا جسے ۱۹۲۹ء تک اپنے شہر کے تمام لوگ بھی نہ جانتے تھے پھر اس نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ پوری ملت اسلامیہ کے دلوں کی دھڑکن بن گیا۔

کون غازی علم الدین شہید؟ ارے وہ جو حضرت وحشیؓ کا روحانی فرزند تھا، جس نے اپنے زمانے کے مسیلمہ کذاب کو ٹھکانے لگایا! کون علم الدین شہید؟ وہ جو ہجرت فیروز دیلمیؓ کا رحانی بیٹا تھا جس نے اپنے وقت کے اسود عنسی کو جہنم رسید کیا۔ کون غازی علم الدین شہید؟ وہ جو بیداری کی حالت میں سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، کون غازی علم الدین شہیدؒ؟ وہ جو شمع رسالت کا وہ سچا پروانہ تھا جس نے حرمت رسالتؐ پر اپنی جان قربان کردی۔

سامعین محترم! غازی علم الدین کو اتنا بلند مرتبہ

عامر شہزاد

کیسے مل گیا۔ غازی علم الدین کو شہید کا لقب کیونکر ملا تو آیئے ماضی قریب کی تاریخ کے چند اوراق کا مطالعہ کرتے ہیں سن ۱۹۲۹ء کا زمانہ ہے کہ فرنگیوں کے پالتو کتوں نے محسن انسانیت کی ذات اقدس پر بھونک بھونک کر مسلمانوں کو پریشان اور تنگ کردیا۔

شاتم رسولؐ راجپال کی شائع کردہ گستاخ زمانہ کتاب رنگیلا رسول نے امت مسلمہ کو زخمی کردیا۔ یکم اپریل ۱۹۲۹ء کو دہلی دروازہ لاہور میں عاشقان مصطفیٰؐ کا جم غفیر جمع تھا، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دل کی صداؤں سے مسلمانوں کی غیرت کو بیدار کر رہے تھے، تقریر اپنے عروج پر تھی، اچانک بخاری کا روئے سخن پلٹا کھاتا ہے اور مجمع کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمانو! میں گیارہ سال سے آپ کے سامنے تقریریں کررہا ہوں، آج دو بڑے علماء کے دروازے پر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ آئیں اور فرمایا کہ کیا ہم تمہاری مائیں نہیں ہیں، معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دیں۔ پھر شاہ جی نے عجیب انداز سے دروازے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ارے دیکھو! سیدہ عائشہ صدیقہؓ دروازے پر کھڑی تو نہیں، یہ سن کر مجمع پلٹا کھا گیا اور لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ عاشقان مصطفیٰؐ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، حضرت بخاری بولتے جارہے ہیں، ارے مسلمانو! دیکھو سبز گنبد میں رسول تڑپ رہے ہیں، حضرت شاہ جی کی ان پھونکوں سے مسلمانوں کے دلوں کے خالی خانوں میں موجود عشق مصطفیٰؐ کی چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔ ہر مسلمان شعلہ جوالہ بن گیا، اس مجمع میں غازی علم الدین شہیدؒ بھی موجود تھے، گستاخ رسول کو اس کے انجام تک پہنچانے کا قرعہ غازی علم الدین کے نام نکلا۔

سامعین محترم! شاہ جی کی تقریر کے پانچ دن کے بعد غازی شہیدؒ نے محاذ پر جانے کی تیاری کرلی غازی کے ہاتھ میں وہ خنجر تھا جس میں انتقام صدیقیؓ اور جلال فاروقیؓ تھا، اس خنجر میں وحشیؓ کے نیزے کی تیزی اور دیلمیؓ کی تلوار کی مضبوطی تھی، خنجر والے ہاتھ کے پیچھے معاذؓ اور معوذؓ والا جذبہ تھا، پھر فیصلے کی گھڑیاں قریب پہنچیں اور غازی کے قدم منزل کی جانب اٹھنے لگے، اگلے ہی لمحے دو دھاری خنجر سینے سے پار ہو چکا تھا، عزرائیل نے دست

25

توکل علی اللہ

ڈاکٹر محمد محبوب الرحمٰن

ہم جس پُرآشوب ماحول میں سانس لے رہے ہیں وہ دکھوں کی شام اور شعلے کا سویرا کے نام سے موسوم ہے۔ عقائد پر شیطانیت کا گرد چڑھ رہا ہے' آداب و اخلاق' عبادات و معاملات' امراض' اموات وحیات' ارزاق و تجارات' اقتصادیات و معاشرت اور دیگر سارے معاملات میں توکل کے بجائے افکار و نظریات نے جگہ لے لی ہیں۔ اہل ایمان لفظی موشگافیوں میں گم ہیں' مصائب و آلام اور مظالم کے بُرے اوقات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ رکھنے کے بجائے غوث و قطب' رہبان و نجومی' ساحر و منتفو ذ اور بناوٹی پیر و مرشد کے دروازے کھٹکھٹائے جاتے ہیں۔ ان کمزوریوں کے اسباب کلام اللہ اور سنت رسولؐ سے قطع نظر کرکے انواع و اقسام کے خرافات و اوہام میں مبتلا ہونا ہے۔ یقین و توکل کے سلسلہ میں جہالت عامہ کا سیلاب تمام گھروں کو غرقاب کر رہا ہے۔ صحابہ و محدثین کرام کے آثار انسانی قلوب میں موجود ہونے کے باوجود انسان اعلیٰ دماغی اور سائنسی اصول کو بنیاد بنا کر مصائب کی تمام تصویروں کو مٹانے کی پیہم کد و کاش کرتا ہے' لیکن کامرانی قدم بوس نہیں ہوتی' چونکہ توکل کے معاملہ میں عام انسانی ذہنوں کو دیمک لگ چکی ہے۔ انسان اپنے آپ کو اسلامی اوصاف و نظریات سے متصف ہونے کا دعویٰ کرکے اہل ایمان میں شمار کرنے کی جسارت کرتا ہے' اور جب توکل کا مسئلہ رونما ہوتا ہے تو مشائخ و اولیاء اور مزاروں پر بیٹھے بھکاریوں کے دربار میں سر جھکاتے ہوئے ایمانی تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے:

''اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم میں ایمان ہے۔'' (سورۂ مائدہ)

''اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔'' (سورۂ ابراہیم)

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔'' (سورۂ طلاق)

ایسے اہل ایمان لوگوں کی صفت اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں بیان فرمائی ہے:

''اہل ایمان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پگھل جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔'' (سورۂ انفال)

اپنی اپنی قوموں کو تمام انبیاء و رسل نے بھی اس کی وصیت کی تھی کہ توحید الوہیت و ربوبیت و اسماء و صفات جیسے بنیادی عقائد سے منسلک ہوئے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ توکل و ایمان ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں' ایمان کے بغیر توکل اور توکل کے بغیر ایمان کا وجود نہیں (یہی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ' ابن قیم الجوزیہؒ' ابو السعاداتؒ عمیر بن حبیب اور ابن عباسؓ کا بھی خیال ہے)۔ (فتح المجید شرح کتاب التوحید ۳۰۸/۳۰۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

''اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو' اگر تم مسلمان ہو۔'' (سورۂ یونس)

''اللہ تعالیٰ ہی مشرق و مغرب کا رب ہے' اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے' لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔''

توکل' ایمان و احسان اور تمام اسلامی اعمال کی اصل ہے' یہ جسم اور سر کی طرح ہے کہ سر کے بغیر جسم کا وجود اور جسم کے بغیر سر کا وجود ممکن نہیں ہے' ایسے ہی ایمان اور اس کے مقامات و اعمال توکل کے بغیر ممکن نہیں ہیں۔ ضعیف ایمان ضعیف توکل کو لازم ہے اور جب توکل کو کمزوری لاحق ہوگی تو ایمان کی کمزوری یقینی ہے۔ توکل اس وقت تک ٹھوس نہیں ہو سکتا جب تک ایمان میں استحکام کا وجود نہ ہو۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ' منہاج المسلم' جواہر البخاری و شرح القسطلانی)

آج انسان معاشی مسائل میں مارشل' نیٹو اور
یونین کے افکار و اصول کو کلام اللہ پر ترجیح دیتے
ہوئے نس بندی' آپریشن اور اسقاط حمل کی مختلف
دوائیں استعمال کرا کر اللہ تعالیٰ کے قول و کردار کو
مجروح کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنی
مجہودات کو اکتساب رزق کے لئے اصول تسلیم کر رہا
ہے۔ حالانکہ کائنات کی پرورش کا ضامن اللہ تعالیٰ
ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''زمین پر چلنے والے جتنے جاندار
ہیں' سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔''
(سورۂ ھود)

''اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی
رساں' توانائی والا اور زور آور ہے۔''
(سورۂ ذاریات)

''اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی
رساں ہے۔'' (سورۂ جمعہ)

''اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا
ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص
اللہ پر توکل کرے گا' اللہ اسے کافی ہو گا' اور
مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار
ڈالو۔'' (سورۂ بنی اسرائیل)

ان ساری آیات پر نظر رکھتے ہوئے انسان کو
اپنے عقائد و نظریات میں تبدیلی لانے کی ضرورت
ہے' روزی رساں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات
ہے۔ خلاؤ زمین اور اندرون زمین کی ساری مخلوقات کو
روزی اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ چرند' پرند' درندے
کیڑے مکوڑے' سانپ' بچھو اور دیگر تمام جانوروں کا
بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور یقیناً وہ
روزی زمین کی تہہ تک پہنچاتا ہے۔ جامع ترمذی میں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ پر تمہارا مکمل بھروسہ
ہو جائے تو یقیناً وہ تمہیں روزی عنایت
کرے گا جیسا کہ چڑیا کو روزی دیتا ہے' وہ
صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتی ہیں اور شام کو
شکم سیر ہو کر لوٹتی ہیں۔''

چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے'
کھاتے پیتے' کام کرتے وقت الغرض تمام معاملات
میں صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور
بدعقیدگی و بدشگونی سے حتی المقدور پرہیز کرنا چاہئے۔
حضرت ابن عباسؓ سے مروی متفق علیہ روایت ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کے ستر ہزار ایسے
لوگ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے
داخل ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے'
گودنا نہیں گودواتے اور فال بد نہیں لیتے
ہیں اور تمام معاملات میں صرف اپنے رب
پر بھروسہ رکھتے ہیں۔''

مصائب کے وقت میں اگر انسان اللہ تعالیٰ پر
بھروسہ رکھے تو اللہ تعالیٰ مصائب سے نجات دلانے
کے لئے کافی ہے' اگر چہ دنیا کی ساری طاقتیں نقصان
پہنچانے کے در پے ہوں۔ جیسا کہ ابن عباسؓ ہی کی
ایک دوسری روایت میں ہے' فرماتے ہیں:

''میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ردیف ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے
لڑکے! تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو' وہ تمہیں یاد
فرمائے گا' جب تم سوال کرو تو صرف اللہ
تعالیٰ ہی سے سوال کرو اور مدد مانگو تو اللہ ہی
سے مانگو اور یہ عقیدہ رکھو کہ ساری دنیا مل کر
تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے تو فائدہ نہیں
پہنچا سکتی سوائے اس کے کہ جو رب
العالمین نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہو'
ایسے ہی ساری دنیا مل کر تمہیں نقصان
پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس
کے کہ جو تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ کی
طرف سے مقدر ہو چکا ہے۔''
(احمد' ترمذی' مشکوٰۃ)

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کے لئے کافی ہے اور بہترین
کارساز ہے' ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی کلمہ آگ
میں ڈالے جاتے وقت ادا کیا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی اسے اس وقت ادا کیا تھا جس وقت دشمن
محاذ آرائی کے لئے اکٹھے ہو گئے' پھر صحابہ کرامؓ کی
اولوالعزمی اور بہادری اور دولت ایمان نے انہیں
خوفزدہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں
استقامت و ثبات قدمی کے ساتھ ساتھ دولت ایمان
کو مستقر کر دیا۔ (ریاض الصالحین)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار دوست
کے ساتھ ہجرت کے موقع پر غار ثور میں روپوش
ہیں' دشمن قریب تر ہو چکے ہیں' ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ
اے اللہ کے نبیؐ! دشمنوں میں سے کوئی بھی اگر اپنے
پیر کی طرف دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: اے ابوبکرؓ! خوفزدہ نہ ہو'
ہمارا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ (بخاری شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام اوقات میں' تمام
معاملات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل کرنا' اس کی
معاونت و نصرت کا طلب گار ہونا قیامت تک پوری
امت کے لئے اسوہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب
کبھی گھر سے سفر پر نکلتے تو فرماتے:

''بسم اللہ توکلت علی اللہ

ختم نبوة

ولا حول ولا قوة الا باللہ.‘‘

’’میں سفر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے نام سے شروع کررہا ہوں اور تمام تر تصرفات وقوتوں کی مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔‘‘ (ترمذی)

فائدہ: اس دعا کو اپنانے والے ہر سفیر سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ہدایت دی گئی‘ تمہاری کفایت کی گئی اور تمہاری تمام سفری شرور وفتن سے حفاظت کی گئی اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بار یہ نصیحت فرمائی کہ جب تم بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو کہو:

’’اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تیرے حوالہ کردیا اور اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا اور اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا اور اپنی پیٹھ کو رغبت خوف کے ساتھ تیری طرف پھیر دیا‘ تیرے سوا کوئی پناہ ونجات کی جگہ نہیں‘ میں تیری کتاب‘ تیرے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا‘ اگر آج کی رات موت دے تو اسلام پر دے۔‘‘

(بخاری‘ مسلم‘ ریاض الصالحین)

اس کے علاوہ صحیح بخاری کتاب قیام اللیل کے تحت متعدد حدیثیں ایسی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو مذکورہ دعا کی طرح متعدد دعائیں پڑھتے اور اپنے سارے معاملات صبر وثبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتے‘ صحابہ کرامؓ بھی اپنے سارے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرتے تھے اور یہ طریقہ تمام اتباع سنت کے لئے قیامت تک کامیابی کا ضامن ہے۔ عقائد ومعاملات کے تمام پہلوؤں کو توکل وایمان سے جوڑ کر اس مختصر سے مضمون میں واشگاف نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بالجملہ انسان کو شرکیات میں سے خاص طور سے شرک فی العبادات‘ شرک فی العادات‘ شرک فی التصرفات اور شرک فی المعاملات وغیرہ سے مکمل اجتناب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام تر مسائل میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پر جو بھی بھروسہ رکھے گا‘ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا۔ دور حاضر میں دشمنوں سے نجات پانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اپنانا چاہئے اور اسی میں کامیابی ہے۔

☆☆..........☆☆

مدارس کو مٹانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا: ختم بخاری سے علماء کا خطاب

کراچی (پ ر) جامعہ مصباح العلوم محمودیہ کی تقریب ختم بخاری سے خطاب کرتے ہوئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان‘ قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن‘ ڈاکٹر خالد محمود سومرو‘ مفتی محمد جمیل خان‘ حافظ عبدالقیوم نعمانی‘ مولانا محمد مراد‘ مولانا عطاء الرحمٰن بن مولانا مفتی محمودؒ نے کہا کہ دینی مدارس پر قدغن لگانے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مدارس کو بند کرنے کی سازشیں ناکام ہوں گی اور مدارس کو مٹانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا بلکہ مدارس کے خلاف مہم کے بعد مدارس اور طلباء کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘ جمعیت علمائے اسلام کے اشتراک سے مدارس کے خلاف سازشوں کا مقابلہ کرنے اور علمائے کرام کے قاتلوں کے لئے عموماً اور مفتی نظام الدین شامزی شہید کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے خصوصی طور پر تحریک چلائے گی اور مدارس پر کسی قسم کی پابندیاں برداشت نہیں کی جائیں گی۔ مدارس کو دہشت گردی کے مراکز قرار دینے والے امریکا اور مغرب کے آلہ کار ہیں۔ بعض مدارس پر الزام عائد کرنے والے ان مدارس کا نام کیوں نہیں لیتے۔ دراصل یہ پروپیگنڈا مدارس کو عدم تحفظ کا احساس دلانے اور طلباء کو خوفزدہ کرنے کا حربہ ہے۔ مدارس اور علمائے کرام کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کے حربوں سے علمائے کرام اور دینی علوم کے طلباء مرعوب اور خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ تقریب میں مولانا قاری محمد یعقوب نقشبندی‘ مولانا امین الدین شامزی‘ مولانا تقی الدین شامزی‘ مولانا سلیم الدین شامزی‘ مولانا امداد اللہ‘ مولانا سعید احمد جلال پوری‘ مولانا نذیر احمد تونسوی‘ حاجی مسعود پاریکھ‘ محمد عابد بنوری‘ مفتی عبدالقیوم دین پوری‘ قاری فیض اللہ چترالی نے بھی شرکت کی۔

عطائے مصطفائی ﷺ

ڈاکٹر ساغر اعظمی

در پاک مصطفیٰؐ تک نہ ہوئی مری رسائی
کبھی پاؤں ڈگمگائے کبھی روح تھرتھرائی

سر حشر بعد پرسش جو نجات میں نے پائی
وہ ادائے کبریائی‘ یہ عطائے مصطفائی

کرم اے شہ مدینہ کہ بھنور میں ہے سفینہ
ہو ادھر بھی اک اشارہ بہ نگاہ ناخدائی

بڑا بدنصیب تھا تو‘ وہاں جا کے لوٹ آیا
در مصطفیٰؐ پہ ساغر تجھے موت کیوں نہ آئی

معاشرتی آداب

مولانا سید اشہد رشیدی

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم آپس میں حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو دھوکہ مت دو، بغض وعناد نہ رکھو، قطع تعلق نہ کرو، تم میں سے کوئی کسی کے بھاؤ پر بھاؤ تاؤ نہ کرے، تم ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، لہٰذا اس پر ظلم نہ کرے، اس کو ایذا نہ پہنچائے، اس کو جھٹلائے نہیں اور اس کی اہانت نہ کرے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف تین بار اشارہ کرکے فرمایا کہ تقویٰ کی جگہ یہ ہے (مزید فرمایا) انسان کے شریر ہونے کے لئے اس کا اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنا ہی کافی ہے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے۔'' (مسلم)

اس حدیث میں معاشرتی آداب کے بہت سے قیمتی پہلوؤ ذکر کئے گئے ہیں اور مختلف گوشوں کو واضح کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان کا باطن درست نہ ہو جائے اس سے کسی چیز کی امید نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ بالا معاشرتی آداب اور قیمتی نصیحتوں کو ذکر کرنے کے بعد انسان کو اپنے اندر کی مایہ اور جسم میں دوڑنے والی روح کو سنوارنے، بنانے اور مہذب کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے ظاہر و باطن میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کرو، باطن کو تقویٰ و پرہیزگاری سے متصف کرو، اس کی برکت سے ظاہری کردار میں بھی سدھار پیدا ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ظاہری داری اور دکھاوے کی کوئی قدر نہیں ہے جس میں باطن کے جذبات اور خلوص وللّٰہیت کا جوہر موجود نہ ہو اور یقیناً معاشرے کی ترقی، امن وامان کی بحالی اور عزت واحترام کی فضا کا دارومدار خلوص وللّٰہیت پر ہی ہے، دل میں کچھ اور زبان پر کچھ، اندر کچھ اور باہر کچھ، باطن کچھ اور ظاہر کچھ، اس سے دونوں جہان میں ذلت ورسوائی اور ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگے گا، کیونکہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی، وہ انسان کے ہر کردار سے پوری طرح واقف رہتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وہ ان گناہوں سے بھی واقف ہے جن کو آنکھیں کیا کرتی ہیں اور ان گناہوں سے بھی واقف ہے جو دلوں میں چھپے رہتے ہیں۔''

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''آپ نے تین مرتبہ اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔'' یعنی پرہیزگاری اور خوف خدا دل کی گہرائیوں میں پایا جانا چاہئے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا روایت میں سماجی اور معاشرتی آداب تفصیل کے ساتھ خوبصورت پیرائے میں ذکر فرمائے ہیں، جن میں سے اکثر کی وضاحت کی جاچکی ہے، اب آخری جملہ کی مختصر سی وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے: ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی تین چیزیں حرام ہیں یعنی خون، مال اور آبرو۔''

۱:...... کسی مسلمان بھائی کا خون بہانا یا اس کو بلا کسی جواز کے قتل کرنا یہ حرام اور ناجائز ہے، ہاں اگر قصاص یا حد کی وجہ سے اسلامی حکومت کی عدالت اس کو واجب القتل قرار دیدے تو ایسی صورت میں اس کا خون بہانا جائز ہو جائے گا، لیکن ظلماً ناحق کسی مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور نہ مارو اس جان کو جس کو منع کردیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلماً تو دیا ہم نے اس کے وارث کو قوت وطاقت لہٰذا حد سے آگے نہ بڑھو قتل کرنے میں۔'' (بنی اسرائیل:۳۳)

آج کی دنیا میں قتل وقتال اور خون خرابہ ایک عام بات ہوگئی ہے اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خون سے اپنے ہاتھوں کو

ختم نبوۃ

رنگنے کے لئے ہمہ وقت تیار نظر آتا ہے' یہ ایسا بھیانک جرم ہے جو سماج اور معاشرے کے چین وسکون کو نگل جاتا ہے' امن وامان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے' احترام انسانیت اور عزت وشرافت کا جنازہ نکال دیتا ہے۔ بالآخر اس خطرناک بیماری کا شکار ہونے والے معاشرے میں سانس لینے والے انسانوں میں اور جانوروں میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا اور ایسی دشمنی' عداوت ونفرت دلوں کی گہرائیوں میں پیدا ہوجاتی ہے جو نسل درنسل اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں کے ساتھ برسہا برس تک ایک دوسرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے' چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام کی روشن تعلیمات کے آنے سے قبل عرب قبائل آپس کے قتل وقتال اور غارتگری میں نسلوں سے مبتلا چلے آرہے تھے' ہر ایک دوسرے کے خون کا پیاسا نظر آتا تھا' چنانچہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہانہ بنا کر جنگ چھیڑ دی جاتی تھی اور ان گنت معصوم اور قیمتی جانیں خاک وخون کی نذر ہوجایا کرتی تھیں۔ یہ بڑے دکھ کا مقام ہے کہ اس دور میں اسلامی تعلیمات سے وابستہ ہونے کے باوجود بعض مسلم برادریاں آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت' دشمنی اور عداوت میں اتنی آگے بڑھ گئی ہیں کہ قتل اور خونریزی کی نوبت آپہنچی ہے جس کے سنگین نتائج برادری کا ہر فرد بھگت رہا ہے' ذہنی سکون' قلبی اطمینان اور امن وامان کی نعمت سے ہر فرد محروم ہوگیا ہے' جان کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا ہے' یہ بھیانک نتیجہ ہے اس گناہ کا جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس روایت کے ذریعہ مسلمانوں کو بچنے کی تلقین فرمارہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے یعنی اس کو بہانا اور مسلمان کو قتل کردینا یہ ہرگز ہرگز کسی بھی قیمت پر جائز نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی قرآن کریم میں کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے لئے نہایت غصہ اور غیض وغضب کا اظہار فرمایا ہے اور ایک کے بجائے پانچ پانچ عذاب اس کے لئے ذکر فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وہ شخص جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو اس کی سزا جہنم ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' وہ اللہ کے غضب اور غصہ کا شکار ہوگا' اس پر اللہ کی طرف سے لعنتیں برسیں گی' ایسے شخص کے لئے اللہ نے بھیانک ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

(سورۂ نساء)

ایسے بھیانک جرم اور مذموم حرکت میں امت مبتلا ہوتی جارہی ہے اور صرف برادری کی ناک کو اونچا رکھنے اور جھوٹی عزت وبرتری حاصل کرنے کے لئے آخرت کو برباد کیا جارہا ہے' اللہ تعالیٰ ہر فرد کو اس سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

مندرجہ بالا جملہ میں دوسری چیز ذکر فرماتے ہوئے "ومالہ" ارشاد فرمایا' یعنی کسی مسلمان کو مالی نقصان نہ پہنچایا جائے' ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال حرام ہے' چنانچہ جھوٹ بول کر' دھوکہ دے کر یا زور زبردستی کے ذریعہ کسی مسلمان بھائی کو مالی نقصان پہنچانا اور اس کی جائیداد یا روپے پیسے اور مال ودولت پر قبضہ جمالینا نہایت گھناؤنا اور سنگین جرم ہے' آج کے دور میں رشوت کی ریل پیل ہے' حکام' پولیس افسران اور عدالت کے ذریعہ لے دے کر ناجائز طریقے پر دوسرے کی زمین' جائیداد اور حق پر قبضہ کرلینا عام سی بات ہوگئی۔ برسوں مقدمے بازی کی جاتی ہے' جان و مال کو داؤ پر لگایا جاتا ہے اور صرف دوسرے کے مال کو ہڑپ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا جاتا ہے جب کہ اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے واضح انداز میں ناحق طور پر عدالتی کارروائی کرکے دوسرے کے حق کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کرکے (ناحق) جانتے بوجھتے ہوئے۔" (سورۂ بقرہ:۱۸۸)

اسی طرح آج کل مال ودولت کی ہوس اس قدر بڑھ گئی ہے کہ جائز اور ناجائز طریقے سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے اور پیسے بٹورنے میں ہر شخص مصروف دکھائی دیتا ہے' چنانچہ تاجر خرید وفروخت کے وقت ناپ تول میں ڈنڈی مار کے خریدار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور بڑی چالاکی اور ہاتھ کی صفائی کے ساتھ تولنے میں گڑبڑی کرتا ہے اور خریدار کو دھوکہ دے کر اپنی سمجھداری اور اس کی بے وقوفی پر بڑا خوش ہوتا ہے حالانکہ کم عقل اور بے وقوف وہ شخص نہیں کہ جس کو تھوڑا بہت دنیاوی نقصان پہنچا ہو بلکہ درحقیقت دنیا جہاں میں سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے لئے اپنی آخرت کو برباد کردے۔ اللہ تعالیٰ رب العزت قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے لئے آخرت کی بربادی کا اعلان فرماتا ہے' جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور اس طرح سے مسلمان بھائی کو مالی نقصان پہنچاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

"ہلاکت وبربادی ہے ایسے دھوکہ دینے والوں کے لئے کہ جو دوسروں سے تول کرکے لیتے وقت پورا پورا (مال) لیتے ہوں اور ان کو تول کرکے دیتے وقت ڈنڈی مار جاتے ہو (یعنی تول میں کمی کردیتے

ختم نبوۃ

ہوں)۔'' (سورۃ مطففین)

اسی طرح ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزت اپنے بندوں کو اصول تجارت سکھاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''تم پورا پورا تولا کرو اور صحیح ترازو سے وزن کیا کرو۔'' (بنی اسرائیل)

ان آیات بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی کو مالی نقصان پہنچانا خواہ وہ کسی بھی طریقے سے ہو ناجائز اور حرام ہے' خواہ نقصان خریدار کو پہنچے یا کمزور' بے کس اور یتیم کو' آج کے دور میں یتیموں کو بھی ظلم و زیادتی کا شکار بنایا جارہا ہے' ان کا زبردست مالی استحصال کیا جاتا ہے' زبردستی ولی بن کر ان کی جائیداد اور مال و دولت پر مالکانہ حقوق حاصل کرلئے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ نہایت گھناؤنا اور ذلت آمیز معاملہ کیا جاتا ہے جبکہ اللہ رب العزت نے یتیموں کے مال کو ہڑپ کر جانے والے کے لئے شدید عذاب کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

''وہ لوگ جو ناجائز طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں' عنقریب وہ جہنم میں جا پڑیں گے۔'' (النساء)

اللہ رب العزت امت کو ہر طرح کے حرام مال اور دوسروں کو مالی نقصان پہنچانے کے گناہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حدیث کے مندرجہ بالا جملہ میں تیسری چیز آپ نے ''وعرضہ'' ارشاد فرمائی یعنی کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی عزت آبرو کو پامال نہ کرے' ہرگز اس کا ارادہ نہ چاہے' اس کے وقار کو مجروح نہ کرے' اس کی پگڑی نہ اچھالے حتیٰ کہ ہر ایسے عمل سے بچے جس سے کسی مسلمان کو اپنی ذلت و رسوائی محسوس ہوتی ہو'

صحیحین کی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''جب تم تین ہو تو ایک کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس کی وجہ سے اس تیسرے شخص کو تکلیف اور رنج ہوگا۔''

کسی مسلمان کی عیب جوئی کرنا' اس کی ٹوہ میں لگنا' اس کی کمی اور لغزشوں کو تلاش کرنا' نیز اس کو عار دلانا' شرمسار کرنا اور بے عزت کرنا ناجائز اور حرام ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روایت میں تفصیل کے ساتھ مختلف چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ کے بندوں کو ستاؤ مت' نہ ان کو عار دلاؤ اور نہ ان کی ٹوہ میں رہ کر عیبوں کو تلاش کرو' کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کو تلاش کرتا ہے' اللہ رب العزت اس کے عیوب کو تلاش کرکے اس کو گھر بیٹھے ہی ذلیل و خوار کردیتا ہے۔'' (مسند احمد)

قسط وار ذکر کی گئی مندرجہ بالا روایت کا ہر لفظ اس بات کی نشاندہی کررہا ہے کہ اسلامی معاشرتی آداب کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو قول و فعل اور کردار سے کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ پہنچائے تب ہی امن و امان قائم ہوسکتا ہے' اتحاد و یکجہتی پیدا ہوسکتی ہے' چھوٹوں کے لئے شفقت اور بڑوں کے لئے احترام کے جذبات جنم لے سکتے ہیں اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوسکتی ہے۔

اللہ رب العزت اپنے نبی کے ارشادات کو سینے سے لگا کر ان کے مطابق عمل کرکے کامیاب زندگی گزارنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

بقیہ غازی علم الدین

دراز کیا اور غلیظ جسم سے قبیح روح کو جھنجھوڑ کر نکالا اور بدبودار کپڑے میں لپیٹ کر جہنم کی تاریک بستیوں سے پٹخ دیا' شیطان اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ پھر غازی کو موقع پر گرفتار کرلیا گیا' عدالت میں مقدمہ درج ہوا اور کیس چلا' بطل حریت غازی علم الدین کو قائل کیا جارہا تھا کہ وہ اقرار قتل نہ کرے مگر غازی انکار قتل سے انکار کررہا ہے' سیشن کورٹ میں غازی کے عشق کا امتحان ہے' انکار قتل سے بچ جانے کا امکان ہے لیکن اقرار سے موت یقینی ہے' ایک پلڑے میں عشق رسولؐ اور دوسری طرف پوری دنیا' غازی کو پریشان کن نظروں کا سامنا ہے' بہن کی معصوم آرزوئیں دم توڑتی نظر آتی ہیں' ماں محبت کا دامن پھیلائے بیٹھی ہے احباب نے رشتہ اور دوستی واسطہ اور اہل علم نے قرآنی آیات و تاویلات پیش کیں' وکلاء نے قانونی نکات گوش گزار کئے' کتنا صبر آزما تھا اس دوراہے پر کوئی فیصلہ کرنا' آخرکار عشق رسولؐ غالب آیا اور غازی جیت گیا۔

سامعین محترم! تاریخ نے اس دن کی وہ قیمتی گھڑیاں بھی دیکھیں جب ایک بندے اور اسکے رب کی ملاقات کے تمام درمیانی پردے اٹھا دیئے گئے' غازی کے استقبال کے لیے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے' ارے غازی سوئے دار چلا ہے' ہونٹوں پر تبسم کی کرنیں رقصاں ہیں' خوش حال ہرن اسکی گامزنی کی ادائیں چراتا ہے' استقامت اپنا ثبات بھول چکی ہے' چہرے پر ایسی شگفتگی کہ پھول رشک کے نشے میں چور چور ہیں' کائنات کی رعنائیاں اسکے پاؤں کے تلے بچھی جارہی ہیں۔ ایمان پرور نظارہ ہے' اسلام کا فرزند موت کا جشن منا رہا ہے' اللہ اکبر کے نعروں سے فضا گونج رہی ہے' تختہ دار پر کھڑا ہوتا ہے' اقبال قتل دہراتا ہے' کلمہ پڑھ کر حاضرین کو کلمے پر گواہ بناتا ہے اور اہل دنیا کو یہ پیغام دیتے ہوئے کالی کملی والے کے ٹھکانے جا لگتا ہے۔

ختم نبوۃ

اخبار عالم پر ایک نظر

چناب نگر میں ایک قادیانی خاندان کا قبول اسلام

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) چناب نگر کے ایک بااثر خاندان نے دین اسلام کو حق اور سچ مانتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ یہ خاندان سات افراد پر مشتمل ہے۔ دین اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے برملا کہا کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے جھوٹے دعوائے نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس خاندان کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پہلا اعلان جہاد صدیق اکبرؓ نے کیا

مانسہرہ (پ ر) امت مسلمہ کی جب مردم شماری ہوگی تو اول نمبر کے مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوں گے‘ حضرت ابوبکر صدیق محسن اسلام اور محسن پیغمبرؐ اسلام ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہوا۔ سب سے پہلے تصدیق رسالت کا اعزاز حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ کی عدالت میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا غصہ ختم ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز عطا فرمایا ہے کہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں آپؐ کے سب سے قریب آرام فرما ہیں اور قیامت کی صبح تک اسی طرح آرام فرما رہیں گے اور قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اٹھیں گے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ مانسہرہ میں جمعہ کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ صدیق اکبرؓ نے سب کچھ لٹا کر اللہ اور رسولؐ کے دامن کو پکڑا ہے۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سب سے پہلے جہاد کا اعلان کیا۔ منکرین ختم نبوت زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ گستاخ رسولؐ کے لئے اللہ کی زمین نہیں ہے۔ مسلمانوں کو پھر نقش اول کو زندہ کرنا ہوگا‘ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح سچا و پکا مسلمان ہونا ہوگا۔ دریں اثناء انہوں نے نماز کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ وقت پر نماز کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ قرآن پاک نے مصائب و مشکلات میں نماز وصبر کا حکم دیا ہے۔ نماز کی پابندی روحانی کمالات پیدا کرتی ہے۔ نماز اجتماعیت پیدا کرتی ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والا انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ نماز دل سے کدورت ونفرت‘ بغض وکینہ ختم کرتی ہے۔ نماز باطنی مصائب اور خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ امت جب مرکز سے کٹ جاتی ہے تو مصائب کے جال میں پھنس جاتی ہے۔ جب عقائد اور کردار اچھا ہو تو معصوم بچے صفائی کے لئے گواہی دیتے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی گواہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔ حضرت جریج کی صفائی کی گواہی معصوم بچے نے دی‘ جب دامن پاک ہو تو خود اللہ پاک گواہی دیتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صفائی کی گواہی سورۂ نور میں اللہ پاک نے خود دی ہے۔ اللہ کی عظیم کتاب مسلمانوں کے پاس موجود ہے‘ مگر عملی میدان میں کمزوری ہے۔ قیامت کے دن یہ عظیم کتاب کہیں شکایت نہ کردے‘ قرآنی تعلیمات پر عمل کرکے ہی مسلمان دنیا و آخرت دونوں میں سکون و کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد رمضان علویؒ کی اہلیہ کا سانحہ ارتحال

کنری (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی اراکین میں سے ایک حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ کے رہنے والے تھے‘ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے بیعت کا تعلق تھا۔ راولپنڈی جامع مسجد گلشن آباد کے خطیب تھے‘ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کا عمومی مرکز تعلیم القرآن راجہ بازار تھا‘ وہاں خصوصی مرکز مولانا محمد رمضان علوی صاحب کی مسجد تھی۔ حضرت مولانا نے پوری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر گزار دی اور اپنی اولاد کو بھی اسی کام پر

لگایا۔ حضرت مولانا کے ایک صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے اور مولانا کے ایک صاحبزادہ مولانا سعید الرحمٰن علویؒ بھی جماعت سے وابستہ رہے اور اپنی زندگی کی آخری کتاب حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی سوانح حیات لکھی۔ حضرت مولانا نے اپنی پوری اولاد کو دین کی طرف لگایا۔ گزشتہ دنوں حضرت مولانا محمد رمضان علویؒ کی اہلیہ کا انتقال ۱۳/ جولائی کو ہوا۔ مرحومہ ''اماں جی'' بہت ہی دینی صلاحیتوں کی مالک تھیں۔ حضرت مولانا محمد رمضان صاحبؒ کے قید و بند کی حالت میں اولاد کی بہت ہی اچھی تربیت کی اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائیں اور لاتی بھی کیوں؟ آخر عقیدۂ ختم نبوت سے والہانہ محبت جو تھی۔ راقم الحروف ایک عرصہ تک راولپنڈی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبلغ رہا' بارہا مسجد جانا ہوتا۔ حضرت مولاناؒ کے صاحبزادہ حافظ عبدالرحمٰن علوی' حافظ عتیق الرحمٰن علوی گھر لے جا کر کھانا کھلاتے' چائے پلاتے' راقم اصرار کرتا کہ یہاں مسجد کے حجرہ میں ٹھیک ہے لیکن حافظ عتیق الرحمٰن علوی نے فرمایا کہ اماں جی کا حکم ہے کہ ختم نبوت کے مبلغ کا اعزاز و اکرام ضروری ہے۔ بندہ نے بارہا دیکھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صاحبزادہ طارق محمود صاحب فیصل آباد سے ہری پور جاتے تو مولانا رمضان صاحب کی مسجد میں ضرور تشریف لے جاتے صرف اماں جی کی دعائیں لینے کے لئے۔ بہرحال مولانا عزیز الرحمٰن خورشید' حافظ عبدالرحمٰن علوی' حافظ عتیق الرحمٰن علوی' حافظ محمد خالد' حافظ محمد ابوبکر کی والدہ کا ہی انتقال نہیں ہوا بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دعائیں دینے والی ایک عظیم خاتون کا انتقال ہوا جس سے ہماری پوری جماعت کو روحانی نقصان پہنچا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' صاحبزادہ عزیز احمد' صاحبزادہ خلیل احمد' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا نذیر احمد تونسوی' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد نذر عثمانی' ڈاکٹر دین محمد فریدی' جمال عبدالناصر شاہد' رانا محمد انور' وارث علی' راقم الحروف برادرم مولانا عزیز الرحمٰن خورشید' حافظ عبدالرحمٰن علوی' حافظ عتیق الرحمٰن علوی' حافظ محمد خالد' حافظ محمد ابوبکر سمیت تمام مبلغین اور کارکنان مرحومہ کے پسماندگان سے بھرپور انداز میں تعزیت کرتے ہیں اور مرحومہ ماں جی کیلئے بلندیٔ درجات کی دعا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک بار پھر حضرت مولانا محمد رمضان علویؒ مولانا سعید الرحمٰن علویؒ کے لئے دعا گو ہیں۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ مرحومہ اماں جیؒ کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کریں۔

عالم اسلام اہل کفر کے ظلم کا شکار ہے

مانسہرہ (پ ر) عالم اسلام اہل کفر کے ظلم کا شکار ہے۔ اہل قلم دنیا کے میڈیا پر مظلوم مسلمانوں کی آواز بلند کریں' چن چن کر مسلمانوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ مسلمان ہونا اہل باطل نے جرم بنا دیا ہے۔ پوری اللہ تعالیٰ کی زمین پر مسلمان مظلوم ہیں' دہشت گرد ممالک اپنے آپ کو حقوق انسانی کا علمبردار گردانتے ہیں اور مظلوم مسلمانوں کو دہشت گرد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مکتبۂ انوار مدینہ مانسہرہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے اپنی نئی کتاب دین و دانش کے پھول کی اشاعت کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان آہ بھی کرتے ہیں تو بدنام ہو جاتے ہیں جبکہ کفار قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا۔ دینی مدارس پر الزام تراشی کسی مسلمان کی شان نہیں ہے۔ دینی مدارس ہی تو امن کا درس دیتے ہیں۔ ان مدارس کی برکت سے پوری دنیا میں پاکستان کی عزت ہے۔ پاکستانی علماء جہاں بھی جاتے ہیں سچے پیغام کی وجہ سے چھا جاتے ہیں تو جوان قلم کار اپنے قلم کو حرکت دیں تا کہ اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کیا جائے۔ اپنے بزرگوں کی دعاؤں اور اعتماد کی برکت سے ہم ساری دنیا میں اللہ کا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ ہمارے اکابر نے اپنے اپنے دور میں مثالی کام کیا اور دنیا کو اپنے اخلاق و اخلاص کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ دریں اثناء مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع بنوریہ کراچی کے باہر ہونے والے بم دھماکے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ لادین عناصر اب امن و آشتی کی اماجگاہوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پاکستان کو بدنام کرنے کی ایک مذموم سازش ہے۔ پاکستان اسلام کے مقدس نام پر بنا ہے اور علمائے دین اسلام اور پاکستان کے محافظ ہیں۔ پاکستان دشمن اور لادینی قوتیں اسلام اور پاکستان کے خلاف اپنا نفرت کا اظہار کرنے کے لئے دینی مدرسوں کا امن و امان خراب کر رہی ہیں جو کہ اسلام کے اصلی نظریہ کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔ دینی مدارس اس وقت عالم اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اسلام اور پاکستان دشمن قوتیں ان سے خوفزدہ ہو چکی ہیں اور اس قسم کے گھٹیا اور ظالمانہ طریقوں سے پاکستان کا امیج دنیا میں خراب کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں انہوں نے بم دھماکوں میں ہلاک و زخمی ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت و صحت یابی کی دعا کی۔

موزوں نہیں' ان میں ان کا داخل ہونا بے سود ہے اور آئندہ اس شعبہ میں ملازمت معاشرہ کے لئے اور خود ان کے لئے مہلک اور نقصان دہ ہے' اس لئے قرآن مجید نے ایک اصول بتادیا ہے کہ مرد اور عورت اپنے اپنے دائرہ سے ہٹ کر دوسرے کے دائرۂ عمل میں قدم رکھنے کی کوشش نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر جو فضیلت عطا کی ہے' اس کے بارے میں رشک میں مبتلا نہ ہو' مردوں کے لئے ان کے اعمال ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اسی کا فضل وکرم مانگتے رہو' بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

یہ آیت دراصل معاشرتی زندگی کے لئے آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے کہ قدرت نے معاشرہ کو اختلاف اور رنگارنگی پر پیدا کیا ہے' کسی بات میں مردوں کو فوقیت حاصل ہے تو کسی معاملہ میں وہ عورتوں کا محتاج ہے۔ قدرت نے جس کو جو کام سپرد کیا ہے' اس کے لئے وہی موزوں ہے' کیونکہ خالق سے بڑھ کر کوئی مخلوق کی فطرت وصلاحیت اور ضرورت سے واقف نہیں ہوسکتا۔ یہ مغرب کی خودغرضی اور بے رحمی ہے کہ اس نے عورتوں سے ''حق مادری'' بھی وصول کیا اور ''فرائض پدری'' میں بھی اس کو شریک ہونے پر مجبور کیا اور چونکہ مرد اپنی ذمہ داری کا بوجھ بھی اس کے کاندھوں پر رکھنا چاہتا تھا' اس لئے اس نے ایسے نظام تعلیم کو وضع کیا جس میں عورتوں کو مرد بنانے کی صلاحیت ہو' پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ارشاد فرمایا کہ تین افراد وہ ہیں جو جنت میں کبھی داخل نہ ہوں گے۔ ان میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''عورتوں میں سے مرد'' دریافت کیا گیا: عورتوں میں سے مرد کون لوگ مراد ہیں؟ فرمایا: وہ عورتیں جو مردوں کی مماثلت اختیار کریں۔ غالباً جو عورتیں تعلیم وتربیت اور پھر اس کے بعد عملی زندگی میں مردوں کی صف میں کھڑا ہونا چاہتی ہیں وہ اسی حدیث کا مصداق ہیں۔

مخلوط تعلیم کا دوسرا پہلو لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترک درس گاہ اور مشترک تعلیم ہے' ابتدائی عمر میں صنفی جذبات سے بچے عاری ہوتے ہیں اور ان میں ایسے احساسات نہیں پیدا ہوتے' اس وقت مخلوط تعلیم کی گنجائش ہے' آٹھ نو سال کی عمر اور پرائمری کی سطح تک مشترک تعلیمی نظام رکھا جاسکتا ہے' اس لئے اسلام نے بے شعور بچوں کو غیر محرم عورتوں کے پاس آنے جانے کی اجازت دی ہے اور قرآن مجید نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (النور:۵۸) لیکن جب بچوں میں جنسی شعور پیدا ہونے لگے اور ایک حد تک صنفی جذبات کی پہچان پیدا ہوجائے تو ایک ساتھ ان کی تعلیم آگ اور بارود کو ایک جگہ جمع کرنے کے مترادف ہے۔

اسلام کا نقطۂ نظر اس سلسلہ میں بالکل واضح اور بے غبار ہے کہ ایک مرد کا غیر محرم عورت پر نظر ڈالنا کسی طرح روا نہیں۔ حج کے ایام ہیں' فضل بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہیں' قبیلہ بنو خثعم کی ایک لڑکی ایک شرعی مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حضور اکرمؐ کی طرف متوجہ ہوئی اور فضل بن عباسؓ کی نظر ایک لمحہ کے لئے اس لڑکی پر جم جاتی ہے' آپؐ نے فوراً حضرت فضل بن عباسؓ کا چہرہ موڑ دیا۔ جب حج کے پاکیزہ ماحول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ وصحابیات کے بارے میں بھی آپؐ نے یہ احتیاط برتی تو اوروں کا کیا ذکر؟ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے' کیونکہ اصل میں ساری برائیوں کی جڑ یہی بدنگاہی ہے' نگاہ ہی سے سارے فتنے جاگتے ہیں' جب بار بار نگاہیں دو چار ہوتی ہیں تو جرأت بڑھتی ہے' زبان کو گفتگو کا حوصلہ ہوتا ہے' پھر دست ہوس آگے بڑھتا ہے' ملاقاتیں ہوتی ہیں اور آخر شرم وحیا کے سارے ہی حجابات اٹھ جاتے ہیں' اس لئے نظر کی فتنہ سامانی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا' بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ چست اور دیدہ زیب یونیفارم ہوں اور نہ صرف چہرہ ورخسار بلکہ بے لباس ٹانگیں بھی نگاہ ہوس کو دعوت نظارہ دیتی ہوں۔

مذہبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے تو شاید ہی کوئی سلیم الفطرت انسان اس بات سے انکار کرسکے کہ یہ اختلاط اخلاق کے لئے تباہ کن نہیں' لیکن علاوہ اس کے تعلیمی اور انتظامی لحاظ سے بھی اس کی مضرت دن و رات سامنے آتی ہیں۔ چھیڑ چھاڑ اور فقرہ بازی اب ایسی درس گاہوں کے معمولات ہیں' اس سے درس گاہ کا ماحول بے وقار اور غیر مامون ہوجاتا ہے' ستم ظریفی یہ ہے کہ ''طلبہ عزیز'' کے ساتھ ساتھ بعض اوقات ''اساتذہ گرامی قدر'' بھی اس حمام میں اتر جاتے ہیں اور پھر پولیس کیس بھی بنتا ہے' اغوا کے واقعات بھی پیش آتے ہیں' وقتی محبت میں فرار اور بعد میں ندامت کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی ہیں اور کتنی ہی ناگفتنی پیش آتی ہے۔

یہ مخلوط تعلیم کا انتظامی پہلو ہے' اب خالص تعلیمی نقطہ نظر سے دیکھئے! تعلیم دراصل دو باتوں کا نام ہے' جس مضمون کا درس ہو رہا ہے اس کو پوری طرح سمجھنا اور ذہن کی گرفت میں لانا' دوسرے اس مضمون کو اپنے حافظہ اور یادداشت میں محفوظ رکھنا' ان دونوں باتوں کے لئے ضروری ہے کہ طالب علم پوری طرح اپنے مقصد میں منہمک اور یکسو ہو اور یکسوئی کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے: ایک یہ کہ جو پڑھ رہا

فرما گئے بیہادی

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۵ھ بمطابق 3 ستمبر تا 13 اکتوبر 2004ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائیگا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611

ملتان: 061/514122